رب زدنی علما

اے میرے رب، میرے علم میں اضافہ فرما

نصاب

لجنہ اماءاللہ، سپین

۲۰۲۲-۲۳

عہد نامہ لجنہ اِماء اللہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اَولاد کو قُربان کرنے کے لئے ہر دَم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی، اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قُربانی کے لیے تیار رہوں گی۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انڈیکس

پروگرام-جنوری	2
پروگرام-فروری	10
پروگرام-مارچ	15
پروگرام-اپریل	رمضان کے مہینے میں اجلاس نہیں ہوگا۔
پروگرام-مئی	22
پروگرام-جون	27
پروگرام-جولائی	34
پروگرام-اگست	40
پروگرام-ستمبر	47

نگران نیشنل صدر ثمینہ رفیع

اشاعت & ڈیزائننگ صباامۃ العلیم

نظر ثانی فوزیہ امۃ الحفیظ

ماہانہ اجلاس کا قیام اور اس کی اہمیت

حضرت مصلح موعودؓ نے 20 اپریل لجنہ اماء اللہ کے جلسہ میں ماہانہ اجلاس کا قیام فرماتے ہوئے درج ذیل ہدایات دیں:۔

"محلہ کی پریزیڈنٹ اور سیکریٹری کا فرض ہوگا کہ وہ عورتوں کو جلسہ میں شریک کرے۔ اگر تم پچاس فیصد عورتوں کو جلسہ پر لاؤ گی تو باقی پچاس فیصد عورتوں کو تم مار رہی ہوگی کیونکہ وہ اپنے اخلاص میں کم ہوتی جا رہی ہیں"۔ (اوڑھنی والیوں کے پھول، ص 374)

عورتوں کی ذمہ داریاں

جب تک تم ترقی نہ کرو دین کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہماری ترقیاں، ہماری قربانیاں زیادہ سے زیادہ بیس یا پچیس سال تک رہیں گی مگر اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تو قیامت تک اس ترقی کو قائم رکھ سکتی ہو۔ کیونکہ آئندہ نسلوں کو سکھانے والی تم ہی ہو۔ ہمارا اثر ظاہری ہے تمہارا اثر دائمی

ہے۔ اس سے تم سمجھ لو کہ تمہارے اوپر زیادہ بوجھ ہے۔ (الفضل 22 جنوری 1923)

کرنہ کر

☆ تجھے لازم ہے کہ صبح کی نماز کے بعد ایک مقررہ حصّہ قرآن مجید کا ضرور پڑھا کر۔ باترتیب، باقاعدہ، باترجمہ، باوضو، باترتیل اور اس نیت سے کہ میں اس کتاب کو اپنا رہنما بنانے اور عمل کرنے کے لیے پڑھتا ہوں۔

☆ تُو ہر عمر میں کوئی نہ کوئی علم سیکھ سکتا ہے۔

☆ تُو اپنے بالوں کو کنگھی سے درست رکھا کر۔

☆ تُو بدبو سے بچ کیونکہ وہ جسم و روح دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

☆ جب لقمہ تیرے منہ میں ہو تو کسی سے بات نہ کر۔

☆ تُو حتی الامکان رات کو جلدی سو اور صبح سویرے اُٹھ۔

☆ جب دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو تُو ان میں خوامخواہ دخل نہ دے۔

☆ اے خاتون! تیرے کپڑے اتنے باریک نہ ہوں کہ ان میں سے تیرا جسم بے پردہ نظر آئے۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل ترتیب سے کام کروانا ہے۔اجلاس کی کاروائی کے دوران نصاب میں سے مختلف شعبوں کے جو مضامین اور کام ہے وہ کروائے جائیں۔

١۔ تلاوت اور ترجمہ اور تشریح

٢۔حدیث اور ترجمہ

٣۔ ۔عہد نامہ

٤۔ ملفوظات اور اس کا ترجمہ

٥۔ نظم اور اسکا بھی ترجمہ بتائیں

٦۔ پریزینٹیشن رکھیں

تعلیم

اجلاس جنوری ٢٠٢٣-نماز

۔سورہ العنکبوت آیات 45 تا 47 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

نماز ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجالانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے۔۔جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت تک شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔(البدر جلد2نمبر4 13فروری1903ء)

اپنے دلوں میں خُدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے کیونکہ روزہ تو ایک سال کے بعد آتے ہیں اور زکوٰۃ صاحبِ مال کو دینی پڑتی ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک (حیثیت کے آدمی کو) پانچوں وقت ادا کرنی پڑتی ہے اسے ہر گز ضائع نہ کریں۔اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے سے پڑھو کہ مَیں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کرلیوے اسی حالت میں بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں۔کیونکہ دوسرے دنیوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے مگر خُدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرا یا ہے۔جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے کہ اسے اس امر پر یقین ہو کہ مَیں ایک سمیع، علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوں اگر اسے لہر آجاوے تو ابھی دے دیوے۔بڑی تضرّع سے دعا کرے ناامید اور بد ظن ہر گز نہ ہووے اور اگر اس طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لے گا اور خدا تعالیٰ کے اور فضل بھی شاملِ حال ہوں گے اور خود خُدا بھی ملے گا۔(البدر جلد2نمبر4مورخہ13 فروری1903 صفحہ28)

یہ پانچ وقت تو خُدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں ورنہ خُدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہیے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔اٹھتے

بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور خُدا تعالیٰ پر کسی طرح کی اُمید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔ (الحکم جلد 7 نمبر 12 مؤرخہ 31 مارچ 1903)

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَہۡلَ الۡکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ٭ۖ اِلَّا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡہُمۡ وَقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ وَاِلٰـہُنَا وَاِلٰـہُکُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۴۷﴾

اس مسئلہ میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے " وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَہۡلَ الۡکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ" اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (النحل:126)

اس کے معنی یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 217)

کہا گیا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے اب ذرا غور کرو نماز کی ابتداء اذان سے شروع ہوتی ہے، اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لاالہ الا اللہ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اوّل اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اور۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دُعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خُدائے تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔ اسمِ اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔
("حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر ایک خط" مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب)

نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔۔ نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بد عملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے مگر جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اور یہ طریق خُدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہو سکتا اس لئے چاہیے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔ (الحکم جلد 12 نمبر 3 مؤرخہ 10 جنوری 1908 صفحہ 4)

حدیث نماز اور اس کی شرائط

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةُ (مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی اور نماز پڑھنا جائز نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مُرُوْا اصِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُواسَبْعاً ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا ،إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (مسند احمد بن حنبل مسند المکثر من الصحابۃ)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور اس عمر میں اُن کے بستر بھی الگ کر دو (یعنی اُن کو الگ الگ بستر پر سلایا کرو)۔

دُعائیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ اللہ اکبَرُ کَبِیراً والحَمدُ للہِ کَثِیراً وَسُبحَانَ اللہِ بُکرَۃً وَّ اَصِیلاً ۔یعنی اللہ سب سے بڑا ہے بہت بڑا اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں بہت زیادہ اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔

نماز کے بعد رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمے خُدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دیئے گئے۔ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مَیں ہمیشہ یہ کلمے نماز میں دہراتا ہوں۔(ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء امّ سلمہ)

حضرت اُبو بکرؓ کی درخواست پر رسولِ کریم ﷺ نے اُن کو یہ دُعا نماز میں پڑھنے کے لئے سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا، وَ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ ! مَیں نے اپنی جان پر ظُلم کیا بہت زیادہ ظُلم۔اور تیرے سِوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔پس تُو مجھے اپنے حضور سے خاص بخشش عطا فرما۔اور مُجھ پر رحم کر۔بے شک تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

نظم

عباداتٌ

بخارِ دل حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل

اگر قاری کو قرآں سے نہ ہوتی ہو کوئی رَغبت
نمازوں میں نہ وارد ہو سُرور و کَیف کی حالت
اگر طالب کو علمِ دین سے کچھ بھی نہ ہو نسبت
تو جو جی چاہے نہ چاہے پر نہ چھوڑے مشق کی عادت
علاج اس کا یہی ہے بس لگے رہنا بصد شدّت
خُدا چاہے ضرور آنے لگے گی ایک دِن لذّت

نماز اور زکوٰۃ

دلاتا ہے صدقہ بَلا سے نجات — دُعائیں پلاتی ہیں آبِ حیات
یہی دو ہیں مغزِ احکامِ دیں — اَقِیمُو الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُو الزَّکٰوۃ

نماز

(بخارِ دِل حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل)

منکر اور فُحشا سے انساں کو بچاتی ہے نماز | رحمتیں اور برکتیں ہمراہ لاتی ہے نماز
ابتدا سے اِنتہا تک ہے سراسر یہ دُعا | آدمی کو حق تعالیٰ سے مِلاتی ہے نماز
ذِکر و شُکر اللہ کا ہے مومن کا ہے معراج یہ | پنج وقتہ وصل کے ساغر پلاتی ہے نماز
جھک گئے ہیں، دست بستہ ہیں، جبیں ہے خاک پر | عاجزی کس کس طرح کراتی ہے اُن سے نماز
ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں محمود و ایاز | یہ سُلوک اور مساواتیں سکھاتی ہے نماز
پاکبازی اور طہارت وقت کی پابندیاں | قدر دانوں کو سبق ایسے پڑھاتی ہے نماز
ہے ذریعہ روز و شب آپس میں ملنے کا عجیب | اِتحادُ المُسلمیں اَز بَر کراتی ہے نماز
امتیازِ کافر و مسلم یہی اِک چیز ہے | کون نوری؟ کون ناری؟ یہ بتاتی ہے نماز
جو نمازوں میں دُعا ہو ہے اجابت کے قریب | اُس دُعا کو تو نِشانہ پر بِٹھاتی ہے نماز
حشر کے دِن سب سے پہلے آئے گی میزان پر | دیکھنا پھر کس طرح بخشواتی ہے نماز
اے خُدا ہم کو عطا کر اور ہماری نسل کو | نعمتیں اور بخششیں جو جو بھی لاتی ہے نماز

تربیت

پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرو

اس شرط میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں نمبر ایک تو یہی ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق پانچ وقت نمازیں بلا ناغہ ادا کرے گا۔ اللہ اور رسول کا حکم ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے۔ اور ان بچوں کے لئے بھی جو دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔ مسجدوں میں جاؤ، ان کو آباد کرو، اس کے فضل تلاش کرو۔ پنج وقتہ نماز کے بارہ میں کوئی چھوٹ نہیں۔ اور سفر میں بھی کچھ رعایت تو ہے یا بیماری میں بھی رعایت ہے۔ یا جیسے یہ ہے کہ جمع کر لو، قصر کر لو۔ اور اگر بیماری میں مسجد نہ جانے کی چھوٹ ہے تو ان باتوں سے اندازہ ہو جانا چاہئے کہ نماز باجماعت کی کتنی اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کے بارہ میں اب میں مزید کچھ اقتباسات پڑھتا ہوں لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بیعت کنندہ کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو بیچنے کا عہد کر رہے ہیں لیکن کیا اس واضح قرآنی حکم کی پابندی بھی کر رہے ہیں۔ ہر احمدی اپنے نفس کے لئے خود مذکر ہے۔ خود اپنا جائزہ لیں، خود دیکھیں۔ اگر ہم خود ہی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو ٹٹولنے لگیں تو ایک عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور آیت ۵۷) ۔ اور نماز کو

قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر سورۃ طہٰ آیت ۱۵ میں ہے۔ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔ یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کرو۔ اور اس طرح بے شمار دفعہ قرآن مجید میں نماز کے بارہ میں احکامات آئے ہیں۔

ایک حدیث میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا

(سنن ترمذی کتاب الصلوۃ باب ان اول مایحاسب بہ العبد) پھر حدیث میں آتا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا: رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا۔ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دُور کر دیتا ہے)۔ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب الصلوۃ الخمس کفارۃ للخطاء)

مال

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَناً فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافاً کَثِیْرَۃً ط وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبۡصُۜطُ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔
(البقرۃ آیت ۲۴۶)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشاء تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے''۔ فرمایا ''ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 361 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اور جس کا قرآن شریف میں اور بھی کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ ایک حقیقی

مومن پر مالی قربانی کی حقیقت کھول کر واضح کی گئی ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف لغات سے لفظ یُقرِضُ پر بحث کی ہے اور مَن ذَا الَّذِی یُقرِضُ اللہَ قَرضًا حَسَنًا کے معنی اس طرح کئے ہیں کہ ”کون ہے جو اپنے مال کے ایک حصّے کا ٹکڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے اور دوسرے یہ کہ اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے ایسی صورت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی جزا کی امید رکھے۔“ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 550 مطبوعہ ربوہ)

پس دنیاوی حکومتوں کے کام چلانے کے لئے جو چندہ یا ٹیکس لیا جاتا ہے وہ تو صرف مال تک محدود ہے اور دنیاوی منصوبہ بندی کر کے صرف قوم اور ملک کی بہتری کے لئے، عوام کی عمومی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے لئے انتظام کئے جاتے ہیں۔ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے اس میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔لیکن مذہبی اور دینی جماعتوں کی ضروریات کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مالی قربانی کرو، اللہ تعالیٰ کو قرض دو تو وہ صرف مال تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس میں دوسرے اعمال بھی شامل ہیں جو ایک مومن کی روحانیت کی ترقی کا باعث بھی بنیں۔یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مال بھی پیش کرتا ہے اور اپنے اعمال بھی پیش کرتا ہے اور جب یہ مال اور اعمال خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اِن کو کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔یہ اس کا وعدہ ہے۔اللہ تعالیٰ کو تو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔مالی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو وہ ایک مومن کو نیک کام پر خرچ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتا ہے۔اعمال ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر بجا لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے بنتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے قرضہ حسنہ دو، میں ضرورت مند ہوں۔فرمایا مجھے دو، میری رضا کی خاطر خرچ کرو تاکہ میں اس کو کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کردوں۔تم جماعتی ضروریات کے لئے قربانی کرو گے تو میں تمہیں اس کا اجر دوں گا۔

صحت جسمانی

کیا آپ بھی وٹامن سی کی کمی کا شکار ہیں؟ جانیے اس کے مؤثر علاج

وٹامن سی ایک ایسا وٹامن ہے جس کے بغیر صحت مند زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔اگر اس وٹامن کو باقاعدگی کے ساتھ استعمال نہ کیا جائے تو صحت خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اس کے استعمال کے بغیر صحت کو برقرار رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔وٹامن سی پانی میں حل ہونے والا ایک وٹامن ہے جسے اینٹی آکسیڈنٹ بھی کہا جاتا ہے۔

جسم میں کافی زیادہ نقصان دہ سیلز پائے جاتے ہیں جنہیں فری ریڈیکلز بھی کہا جاتا ہے۔ان فری ریڈیکلز کی وجہ سے جسم میں آکسی ڈیٹو تناؤ واقع ہو جاتا ہے۔وٹامن سی کے فوائد بھی یہ شامل ہے کہ اس کی وجہ سے فری ریڈیکلز کی تعداد کم ہونا شروع جاتی ہے جس سے جسم میں آکسی ڈیٹو تناؤ واقع نہیں ہوتا۔

اس کے ساتھ ساتھ وٹامن سی کے استعمال سے جسم میں زیادہ سوزش بھی واقع نہیں ہوتی۔لیکن وٹامن سی سے یہ فوائد وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو اسے

باقاعدگی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔اس کے برعکس بہت سارے لوگ وٹامن سی کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔جب وٹامن سی والی غذائیں استعمال نہ جائیں تو جسم میں اس کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

وٹامن سی کی کمی سے بچنے کے لیے کچھ فروٹ بھی استعمال کیے جاتے ہیں جو جسم میں اس کی کمی واقع نہیں ہونے دیتے۔لیکن جسم میں وٹامن سی کا لیول متوازن رکھنے کے لیے ان غذاؤں اور فروٹس کا استعمال نہایت ضروری ہوتا ہے۔ان کے غذاؤں کے استعمال سے نہ صرف وٹامن سی کا لیول برقرار رہتا ہے بلکہ اگر وٹامن سی کی کمی واقع ہو گئی ہوا ن کے استعمال سے وٹامن سی کی کمی کا علاج بھی ہوتا ہے۔

جِلد کے لیے مفید۔وٹامن سی کے استعمال کے بغیر جِلد کی صحت بھی خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔جِلد کی جھریوں اور دوسرے مسائل سے بچاؤ کے لیے وٹامن سی والی غذاؤں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ وٹامن سی کے استعمال سے سورج کی روشنی اور فضائی آلودگی کی وجہ سے جِلد کو نقصان نہیں پہنچتا اور اس کا نکھار برقرار رہتا ہے۔وٹامن سی کے استعمال سے جِلد میں کولاجین نامی ہارمون کی افزائش میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے جِلد اور خاص طور پر چہرے کی جھریوں میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

دائمی بیماریوں کے خطرات میں کمی۔وٹامن سی کو سب سے طاقت ور اینٹی آکسیڈنٹ سمجھا جاتا ہے جو کہ جسم کے قدرتی مدافعتی نظام کو مضبوط بناتا ہے۔اینٹی آکسیڈنٹس ایسے مالیکیولز کو کہا جاتا ہے جو مدافعتی نظام کو مضبوط بناتے ہیں اور جسم کو فری ریڈیکلز کے نقصان سے بچاتے ہیں۔اس وٹامن کے استعمال سے جسم میں اینٹی آکسیڈنٹ کے لیول میں اضافہ ہوتا ہے،اور ایک طبّی تحقیق کے مطابق وٹامن سی کے استعمال سے جسم میں اینٹی آکسیڈنٹ کے لیول میں تیس فیصد تک اضافہ ہو سکتا ہے جس سے جسم میں سوزش واقع نہیں ہوتی۔

دل کی بیماریوں کے خطرات میں کمی۔دنیا میں بھر میں دل کی بیماریوں کی وجہ سے سب سے زیادہ اموات واقع ہوتی ہیں۔بہت سے طبّی مسائل جیسا کہ ہائی بلڈ پریشر اور ہائی ٹرائی گلیسرائڈ لیول وغیرہ کی وجہ سی دل کی بیماریوں کے خطرات میں اضافہ ہوتا ہے۔وٹامن سی کے استعمال سے ان طبّی مسائل کے خطرات میں کمی لائی جا سکتی ہے جس سے دل کی بیماریوں سے بچاؤ میں مدد ملے گی۔طبّی تحقیقات کے مطابق اگر دن میں پانچ ملی گرام تک وٹامن سی حاصل کیا جائے تو دل کی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ وٹامن سی سے بھرپور غذاؤں کے استعمال سے اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

وٹامن سی کے استعمال سے جہاں لوگ بہت سے طبّی فوائد حاصل کرتے ہیں،وہاں بہت سارے ایسے افراد بھی ہیں جو وٹامن سی کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔اگر آپ بھی وٹامن سی کی کمی کا شکار ہیں تو آپ کو وٹامن سی والے فروٹ یا غذائیں استعمال کرنی چاہیئں جیسے امرود، لیموں، کیوی، پپیتا، مالٹے وغیرہ۔

خدمت خلق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں کسی شخص کا خادم اسکا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے (کیونکہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔(بخاری)

تعلیم

اجلاس فروری ۲۰۲۳ -پردہ

۔اس ماہ فروری میں ایک ماہانہ اجلاس اور دوسرے یوم مصلح موعودؓ منایا جائے گا۔

۔سورہ النور آیات، 33۔32۔31 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

قُرآن کی یہ تعلیم ہے کہ نہ تو شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورت کے منہ پر ہر گز نظر نہ ڈال اور ان کی باتیں مت سُن اور ان کے حُسن کے قصے مت سُن کہ ان اُمور سے پرہیز کرنا تجھے ٹھوکر کھانے سے بچائے گا۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہ سورۃ النور آیت ۳۱ میں فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنے کانوں اور ستر گاہوں کی حفاظت کریں یعنی کان کو بھی ان کی نرم باتوں اور ان کی خوبصورتی کے قصّوں سے بچاویں کہ یہ سب طریق ٹھوکر کھانے کے ہیں۔(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9)

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جُھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے--- یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور مَیں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔(البدر جلد 3 نمبر 34 مؤرخہ 8 ستمبر 1904)

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں ہی گے نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اسلامی پردہ سے ہر گز یہ مراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں۔(الحکم جلد 5 نمبر 15 مؤرخہ 24 اپریل 1901ء)

ایمان داروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہیں اور ایسے موقع پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنے۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دِل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341)

حدیث

لباس اور اس کے آداب

عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ (النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ : يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَي وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (ابوداؤد کتاب اللباس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ اُسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں آئیں کہ وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اعراض کیا اور فرمایا اے اُسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی اور حصّہ نظر آئے۔

دُعائیں

قوّتِ فیصلہ، صالحیّت، نیک شہرت اور جنت کی دُعا

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ انسان وضو کر کے اللہ کے نام سے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا کھانا پینا عطا کرتا ہے، اس کی بیماری کو گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور اسے سعادتمندوں والی زندگی اور شہداء والی موت نصیب ہوتی ہے۔ گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں بخشے جاتے ہیں۔ اسے قوتِ فیصلہ عطا ہوتی ہے اور دنیا میں اس کا ذکر باقی رکھا جاتا ہے۔ (تفسیر الدار المنثور للسیوطی جلد 4 صفحہ 89)

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۶﴾ (الشعراء 84 تا 86)

اے میرے ربّ! مجھے صحیح تعلیم عطا کر اور نیکوں میں شامل کر۔ اور بعد میں آنے والے لوگوں میں ہمیشہ قائم رہنے والی تعریف مجھے بخش۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

شرّ سے بچنے کی دُعا

حضرت شکلؓ بن حمید کہتے ہیں میَں نے رسولِ اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے برائیوں سے بچنے کی کوئی دُعا سکھلا دیں۔ آپؐ نے میری ہتھیلی پکڑ کر یہ دُعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي

اے اللہ! میَں اپنی سماعت و بصارت کے شرّ سے اور قلب و زبان کے شرّ سے اور اپنی شرمگاہ کے شرّ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (ابوداؤد و کتاب الوتر فی الستعاذہ)

ملفوظات

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ ’’اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غضِّ بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خُدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی عادات رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہو سکتا‘‘۔

(ملفوظات جِلد 5 صفحہ 614 جدید ایڈیشن)

نظم

(کلامِ محمود)

ایماں مُجھ کو دے دے عرفان مُجھ کو دے دے
قُربان جاؤں تیرے قُرآن مُجھ کو دے دے

دِل پاک کر دے میرا دُنیا کی چاہتوں سے
سُبّوحیّت سے حِصّہ سُبحان مُجھ کو دے دے

ہم کو تِری رَفاقت حاصل رہے ہمیشہ
ایسا نہ ہو کہ دھوکہ شیطان مُجھ کو دے دے

وہ دِل مجھے عطا کر جو ہو نثارِ جاناں
جو ہو فدائے دِلبر وہ جان مُجھ کو دے دے

دُھل جائیں دل بدی سے سینے ہوں نُور سے پُر
اَمراض روح کا وہ دَرمان مُجھ کو دے دے

دجّال کی بڑائی کو خاک میں مِلا دوں
قوّت مجھے عطا کر سُلطان مُجھ کو دے دے

تربیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کُنجی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۹ طبع اول روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۴۹)

حضور مزید فرماتے ہیں: ’’ نماز کا مغز اور روح بھی دعا ہی ہے۔ (ایام الصلح. روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۲۴۱) آپ مزید فرماتے ہیں: ’’ اے دے تمام لوگو! اپنے تئیں میری

جماعت شمار کرتے ہو۔آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مُچ تقوی کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ہر ایک جو زکوۃ کے لائق ہے وہ زکوۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوی سے خالی ہے۔ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی۔وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔'' (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹۔صفحہ ۱۵)

آپ فرماتے ہیں:''نماز کیا چیز ہے۔وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔سو جب تم نماز پڑھو تو بیخبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے۔اور بھر بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو"۔(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۹-۲۸)

پھر آپؑ نے فرمایا:'' نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے جس گھر میں اس قسم کی نماز ہو گی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہو گا۔حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوح کے وقت میں نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔حج بھی انسان کے لئے مشروط ہے،روزہ بھی مشروط ہے،زکوۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہو گی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہو گا''۔(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد سوم صفحہ ۲۲۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:'' نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔مویشی وغیرہ کے سبب کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں،تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

صحت جسمانی

دھوپ کے فوائد و نقصانات

دھوپ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے،ہر انسان کو اس کی ضرورت ہے،یہ الگ بات ہے کہ اس ضمن میں وہ مختلف ہیں،ان میں سے کسی کو اس کی زیادہ مقدار ضرورت پڑتی ہے تو کسی کو کم،اگر کسی کی رنگت گوری ہے تو اس کے لیے ۲۰ منٹ کی دھوپ کافی ہے،جب کہ گہری رنگ والے کو چھ گنا زیادہ دھوپ کی ضرورت پڑتی ہے۔

۔دھوپ حاصل کرنے کا صحیح طریقہ: طلوعِ آفتاب کے فوراً بعد اور غروب آفتاب کے آخری لمحات میں کم از کم بارہ منٹ کے لیے بچوں کو ایسی جگہ لٹا کر رکھا جائے،جہاں مکمل دھوپ آتی ہو،ہر عمر میں دھوپ کھانا ضروری کیوں کہ دھوپ میں اللہ پاک نے ان گنت فوائد رکھے ہیں،جس طرح سردی شروع ہوتے ہی

ہم لوگ گرم کپڑوں کو صندوق سے نکال کر دھوپ میں رکھتے ہیں تا کہ ان میں پیدا ہونے والی نمی اور کیڑے کا خاتمہ ہو جائے۔

۔اسی طریقے سے ہائی بلڈ پریشر ایک خطرناک مرض ہے اور اس کے مریض کے لیے بلڈ پریشر کو نارمل رکھنا بہت ضروری ہے، اسے نارمل رکھنے کے لیے ایک طریقہ دھوپ سینکنا بھی ہے، کیوں کہ وہ ہمارا خون لے جانے والی شریانوں کو کھول دیتی ہے اور جب یہ آکسائیڈ خون میں شامل ہوتی ہے تو بلڈ پریشر کو کم کرنے کا باعث بنتی ہے، جس طرح کم دھوپ ملنے سے مزاج خراب رہتا ہے، نیند کم آتی ہے اور وزن بڑھنے کا امکان رہتا ہے، دل کی بیماری کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔

ماہرین علم ہیئت کہتے ہیں کہ سورج کی روشنی تقریبا ۹۳ ملین میل کا سفر طے کرتی ہوئی زمین تک پہنچتی ہے جو ہمارے لیے خوراک اور پانی کی طرح ضروری ہے۔

۔طبّی معالجین: جلدی کینسر سے بچنے کے لیے زیادہ دیر تک دھوپ سینکنے کو مضر قرار دیتے ہیں لیکن دوسری جانب دھوپ انسانی صحت کے لیے غذا بھی ہے اور شفا بھی اور وہ حضرات جو سر پر زیادہ وقت ٹوپی رکھتے ہیں جلد گنجے پن کا شکار ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ان کے بالوں کو دھوپ نہیں لگتی ہے یوں تو یہ مرض موروثی ہے تاہم اس میں دھوپ کی کمی کا بھی کردار ہے۔

۔بالوں کو ڈھانپنا اگرچہ آلودگی کے مضر اثرات سے محفوظ کا اچھا طریقہ ہے لیکن اس طرح کئی مفید اجزا بالوں تک نہیں پہنچ پاتے ہیں بال کو دھوپ میں سکھانے کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ دھوپ کی تپش بالوں میں نمی اور خشکی سے پیدا ہونے والے جراثیم کو ختم کرتی ہے اور سر میں جوئیں پیدا نہیں ہوتیں۔

۔ان کے علاوہ بھی دھوپ کے بہت سے فوائد و نقصانات ہیں، جو علم طب کی کتابوں میں موجود ہیں، ضرورت ہے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے، دھوپ کے فوائد و نقصانات سے آگاہی حاصل کی اور ان کی تحصیل کے لیے دھوپ لی جائے۔

خدمت خلق

محض للہ عام خلق اللہ کی ہمدردی

اللہ تعالیٰ نے اِس دُنیا میں ہر انسان کو ایک ہی طرح پیدا کیا اور اس کے دنیا سے رخصت ہونے کا بھی یکسر طریق ہی بنایا جس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں فرق کو پیدا ہی نہیں کیا اور انسانیت کو قائم کیا۔ انسانیت ہر رنگ، نسل، مذہب، طبقہ اور فرقہ واریت سے جدا ہے۔ یہ ایک خالص عمل ہے اور اسکا اجر اللہ کے ہاں بہت ہے۔ اسی لئے ایک انسان کے دوسرے انسان پر کچھ نہ کچھ حقوق ہیں اور یہ حق ادا کرنا لازم ہے یہ اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے تحت ہے اور پھر انکو پورا کرنا کوئی مشکل عمل رہ نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کا اجر بھی دینے والا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہماری کاوش چاہے وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو رائیگاں جانے دے گا؟

پھر ہم پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام اور اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی نویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے۔

نویں شرط یہ ہے ’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَاعْبُدُوْا اللّٰہَ وَ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (النساء:۳۷)

اس کا ترجمہ یہ ہے: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں، ہمسایوں سے حسن سلوک کرو، ان سے ہمدردی کرو اور اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو ان کی مدد کرو، ان کو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں بھی جانتے، تمہاری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو انکو بھی اگر تمہاری ہمدردی اور تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔ (خطبہ جمعہ ۱۲ ستمبر ۲۰۰۳ء)

'پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اس وقت تک انسان ہے۔ جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔' (الحکم)

تعلیم

اجلاس مارچ ۲۰۲۳۔ رمضان کی فضیلت

۔ سورہ البقرہ آیات 188 تا 184 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔ درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دِن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دِن ہیں۔ (الحکم جِلد 5 نمبر 3 مؤرخہ 24 جنوری 1901 صفحہ 5) **کُتِبَ** سے فرضی روزے مراد ہیں۔ (الحکم جِلد 11 نمبر 7 مؤرخہ 24 فروری 1907 صفحہ 14)

روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے لیکن روحانی گدازش جو دُعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں۔

(بدر جِلد 1 نمبر 10 مؤرخہ 8 جون 1905)

تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی جو لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوّتیں بڑھتی ہیں۔ خُدا تعالیٰ کا منشاء اس میں یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ (الحکم جلد 11 نمبر 2 مؤرخہ 17 جنوری 1907)

سفر میں تکلیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ (الحکم جلد 3 مؤرخہ 31-1-1899)

میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دِقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عُرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ دو تین کوس ہی ہو اُس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَاالاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دِل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اُٹھا کر سفر کی نیّت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ (الحکم جلد 6 نمبر 6 مؤرخہ 17 فروری 1901)

جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خُدا تعالیٰ کے صریح حُکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔۔ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خُدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (بدر جلد 6 نمبر 42 مؤرخہ 17 اکتوبر 1907)

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں، رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے، روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوُا۔ اہلِ لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں رمضان آیا اس لئے رمضان کہلایا، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ (الحکم جلد 5 نمبر 27 مؤرخہ 24 جولائی 1901)

یعنی اگر میرے بندے میری نسبت سوال کریں کہ وہ کہاں ہے؟ تو ان سے کہہ کہ وہ تم سے بہت ہی قریب ہے۔ مَیں دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ دعاؤں سے میرا وَصل ڈھونڈیں اور مُجھ پر ایمان لاویں تا کامیاب ہوویں۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 396)

اور جب میرے پرستار تجھ سے پوچھیں تو مَیں نزدیک ہوں یعنی دوستوں کے لئے نزدیک اور دشمنوں کے لئے دُور۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10)

اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے۔ وہ شخص تو تمہاری آواز سُن کر جواب دے گا مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعثِ بہرہ پن کے سُن نہیں سکو گے۔ پس جُوں جُوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دُوری دُور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنو گے۔ جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی کہ اُس کی کوئی ہستی ہے بھی۔ پس خُدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اُس کی آواز کو سُن لیں۔ یا دیدار یا گُفتار۔ (الحکم جلد 8 نمبر 38،39 مؤرخہ 17 نومبر 1904)

اسلام کی صداقت اور حقیقت دُعا ہی کے نکتہ کے نیچے مخفی ہے کیونکہ اگر دُعا نہیں تو نماز بے فائدہ، زکوٰۃ بے سُود اور اسی طرح سب اعمال معاذاللہ لغو ٹھہرتے ہیں۔(الحکم جلد 7 نمبر 13 مؤرخہ 10 اپریل 1903)

حصولِ فضل کا اقرب طریق دُعا ہے اور دُعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقّت اور اضطراب اور گداز ش ہو۔ جو دُعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دِلی سے بھری ہوئی ہو وہ خُدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔

حدیث

روزہ اور اس کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ. (بخاری کتاب الصوم).

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اُس کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور مَیں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شور وغُل کرے اور اگر اُس کو کوئی گالی دے یا اُس سے لڑے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہہ دے: مَیں روزہ دار شخص ہوں اور اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے! یقیناً روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُوئے مُشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔(پہلی خوشی) اُس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور (دوسری) جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہو گا۔

دُعائیں

روزہ افطار کرنے کی دُعائیں

حضرت معاذؓ بن زہرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ روزہ افطار کرتے وقت یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

اے اللہ! تیرے لئے مَیں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر مَیں نے اِفطار کیا۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ روزہ دار کی افطاری کے وقت قبولیّت دُعا کا خاص موقع ہوتا ہے (پھر آپؐ نے یہ دُعا پڑھی)

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ (مستدرک حاکم جِلد 1 صفحہ 583).

اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تُو میرے گناہ بخش دے۔

دعائے رحمت و مغفرت

حضرت آدم علیہ السلام نے الٰہی حکم کے خلاف بھول کر وہ شجرہ چکھ لیا جس سے آپ کو روکا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دعائیہ کلمات سکھائے جن کے نتیجہ میں وہ ان پر رجوع برحمت ہوا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا . وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ (الاعراف24)

اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

ملفوظات

روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تحلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 122-123 ایڈیشن 1984ء)

نظم

(کلام محمود)

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تُم کو
تا کہ پھر بعد میں مُجھ پر کوئی الزام نہ ہو

رغبتِ دِل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حِصّہ احکام نہ ہو

پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایّام نہ ہو

عادتِ ذِکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دِل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصّہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانی حُکام نہ ہو

عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں

آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میری تو حق میں تمہارے یہ دُعا ہے پیارو

سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

تربیت

نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجاآوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا ہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں، وہ دین ہی کیا ہے۔

انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اس سے خواستگار ہو کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا! ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا کی محبت، اس کا خوف، اس کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔

پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرت کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 265)

نماز میں ذوق کس طرح حاصل ہو۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا۔ اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی۔" (ملفوظات جلد دوم ص۔616 جدید ایڈیشن)

نماز تہجد کا التزام کریں پھر اس تیسری شرط میں یہ ہے کہ نماز تہجد پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت (۸۰)

اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز کر دے۔

حضرت بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریقہ رہا ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے، برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

تبلیغ

لیلۃ القدر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جاتے جاتے رمضان کے منتظر اور متلاشی عشاق کے لیے لیلۃ القدر کا تحفہ رکھ چھوڑا۔ البتہ جستجو اور تمنا بڑھائے رکھنے اور مسلسل کو شاں رکھنے کے لیے اس بابرکت رات کا مکمل پتہ نہ بتلایا۔ بلکہ بتا کر بھُلا دیا تا لوگ اسے حسب جستجو اور محنت تلاش کر سکیں۔ البتہ یہاں طبعاً ایک سوال اٹھتا ہے کہ آیا لَیْلَۃُ الْقَدْر کوئی معین رات ہے اور کیا یہ وہی رات ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ تو اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”یہ امر تو ثابت شدہ ہے کہ قرآن کریم رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا لیکن یہ امر واقعی طور پر ثابت نہیں کہ رمضان کی کس رات میں قرآن کریم کے نزول کی ابتداء ہوئی۔ بعض سترہ رمضان کی بتاتے ہیں اور بعض انیس رمضان کی اور بعض چوبیسویں رمضان کی قرار دیتے ہیں۔ غرض اس بارہ میں اس کے سوا کہ آخری پندرہ تاریخوں میں سے کسی تاریخ قرآن کریم اترا تھا اور کوئی یقینی بات ثابت نہیں لیکن ہر رمضان میں جو لَیْلَۃُ الْقَدْر آتی ہے اس کے بارہ میں احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخری عشرہ میں سے کسی رات میں آتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لَیْلَۃُ الْقَدْر سے مراد معین طور پر وہ رات نہیں جس میں قرآن کریم اترا بلکہ صرف ایک ایسی رات مراد ہے جو نزول قرآن کی یاد میں خدا تعالیٰ نے بطور علامت مقرر فرمائی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گو یہ رات نزول قرآن کی یاد میں ہے مگر قرآنی طریق کے مطابق اس سے مزید فائدہ بھی اٹھا لیا گیا ہے۔ کسی واقعہ کی یاد کے لئے کسی آس پاس کے دن کو مقرر کر دیا جائے تو وہ دن وہی فائدہ دیتا ہے جو فائدہ نزول کے دن اس یادگار کو منانا۔ لیکن اگر ایک ہی رات ہمیشہ کے لئے مخصوص کر دی جائے تو عبادت کی وہ کثرت نہیں ہو سکتی جو غیر مخصوص صورت میں ہو سکتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یاد کو آخری عشرہ میں کسی رات میں مقرر کر کے یہ فائدہ مسلمانوں کے لئے پیدا کر دیا کہ بجائے ایک دن کے وہ دس دن جوش و خروش سے عبادت کریں۔ اگر وہ ایک دن کو لَیْلَۃُ الْقَدْر مقرر کر دیتا تو کمزور آدمی صرف ایک رات عبادت کر کے خوش ہو جاتا لیکن اس صورت میں کم سے کم دس راتیں تو وہ عبادت میں لگا رہے گا کیونکہ اسے خیال ہو گا کہ شاید یہ رات لَیْلَۃُ الْقَدْر ہو۔ یا شاید وہ ہو۔ آخری عشرہ میں لَیْلَۃُ الْقَدْر کو مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ خدمت کے ایام کا آخری وقت ہی انعام کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اب اگرچہ مسلمانوں کے ظاہری عقیدہ کے موافق لیلۃ القدر ایک متبرک رات کا نام ہے مگر جس حقیقت پر خدا تعالیٰ نے مجھ کو مطلع کیا ہے وہ یہ ہے کہ علاوہ ان معنوں کے جو مسلّم قوم ہیں لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تب وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو۔ سو خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور روح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے۔ اسی طور کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسب حال ہے تب روح القدس تو اس مجدّد اور مصلح سے تعلق پکڑتا ہے جو اجتبا اور اصطفا کی خلعت سے مشرف ہو کر دعوت حق کے لئے مامور ہوتا ہے اور فرشتے ان تمام لوگوں سے تعلق پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں تب دُنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک دین اپنے کمال کو پہنچ جائے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔“ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 313-314)

(قبولیت دعا کے واسطے چار شرطوں میں سے) تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفیٰ میسر آوے۔ ایسا وقت کہ بندہ اور اس کے رب میں کچھ حائل نہ ہو۔ قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں۔ اول تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے وہ زمانہ میں آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا... سوم لیلۃ القدر انسان کے لیئے اس کا وقت اصفیٰ ہے... جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے۔ یہ وقت اسے زیادہ میسر آتا ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 336 ایڈیشن 1984ء)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ اپنی ایک روایت میں بیان کرتے ہیں: ”غالباً یہ 1884ء کی بات ہے رمضان کا مہینہ تھا اور ستائیس تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا اور گزشتہ شب، شَب قدر تھی کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے سنا ہوا تھا کہ جب رمضان کی ستائیس تاریخ اور جمعہ مل جاویں تو وہ رات یقیناً شَب قدر ہوتی ہے۔“ (سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر 100 صفحہ 72،73)

صحت جسمانی

رمضان میں وزن کیسے کم کیا جائے؟

رمضان کے دوران جسم کے لیے ایسی خوراک کا انتخاب کرنا چاہیے جو صحت کے لیے مفید اور غذائی عناصر سے مالا مال ہو۔

سیدتی میگزین میں شائع ایک مضمون کے مطابق سحری اور افطاری میں تلی ہوئی اشیا سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ وزن کی کمی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

پانی پینا۔ رمضان میں وزن کم کرنے کے لیے پانی کلیدی حیثیت رکھتا ہے، یہ نوٹ کرتے ہوئے کہ پانی کے فوائد نہ صرف روزے کے دوران جسم کو پانی کی کمی سے روکتا ہے بلکہ ناشتے کے بعد شوگر کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ اس لیے ایک دن میں آٹھ گلاس پانی یا مائع پینا ضروری ہے، اور انھیں اس طرح تقسیم کریں :

دو گلاس افطاری کے لیے، چار گلاس افطار اور سحری کے درمیان، اور دو گلاس سحری کے لیے۔

اور یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ کیفین والے مشروبات سے پرہیز کریں۔ جیسے کافی یا سیاہ چائے کیونکہ صحت کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ دوسری طرف یہ مذکورہ مشروبات جڑی بوٹیوں والے قہوے کی جگہ لے لیتے ہیں جو پانی کا ایک متبادل ہے اور ہاضمے کے عمل میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

ضرورت سے زیادہ کھانے سے پرہیز۔ سحری میں ضرورت سے زیادہ کھانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، اس کے ساتھ آہستہ آہستہ چبا کر کھانا بھی ضروری ہے، کھانے کے ہر لقمے کو اچھی طرح چبا کر کھانا چاہیے، اس سے آپ کے کھانے کی مقدار کم ہو جائے گی۔

کھانے میں سبزیوں کے سوپ کی ایک چھوٹی سی پلیٹ (یا دال کا سوپ) کھایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد سبز ترکاریوں کی ایک پلیٹ کھالیں۔ اس کے بعد یہ بہتر ہے کہ افطار کے بعد ایک گھنٹہ (یا دو گھنٹے) کے بعد کھانا کھالیں، تاکہ آنتوں پر زیادہ دباؤ ڈالے بغیر جسم کو کھانا ہضم کرنے میں مدد ملے۔

صحت مند کھانوں کا انتخاب کریں۔ تلی ہوئی اور چربی والے کھانوں کے ساتھ تازہ پھل، ترکاریاں، کھجوریں یا ایک کپ سکیمڈ دودھ لینا ضروری ہے۔ افطار کے کم از کم ڈیڑھ گھنٹے بعد کھانا کھائیں بشرطیکہ یہ فائدہ مند غذائی اجزا سے مالا مال ہو۔ جسم کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سبزیاں، کاربوہائیڈریٹ اور پروٹین لیں۔ غذا میں صحت مند پروٹین کو شامل کرنے کے لیے سفید گوشت جیسے مرغی اور مچھلی۔ سرخ گوشت جیسے گائے کے گوشت کا استعمال کریں۔

سحری کے وقت اعتدال۔ سحری کے وقت اعتدال پسند کھانا کھانا جو صحت کے لیے فائدہ مند غذائی اجزا سے مالا مال ہو بہت ضروری ہے، یہ دن کے دوران پیاس کا احساس کم کر دے گا۔ سحری میں کھانے کے دوران چربی، تیل اور مصالحہ دار کھانے سے بچنے کے لیے احتیاط کرنا ضروری ہے۔ یہ روزے کی حالت میں پیٹ، بدہضمی اور جلن سے بچنے کے لیے ہے۔

جہاں تک مٹھائی کی بات ہے تو بغیر کسی شربت یا شیرے کے کھانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ دوسری مٹھائیاں کھانا چاہتے ہیں تو ان میں ایک چھوٹا ٹکڑا ہفتے میں دو بار کھا سکتے ہیں۔

ورزش کرنا۔ روزے کے ساتھ ہلکی ورزش کرنے کی تلقین کی جاتی ہے، جیسے سیڑھیوں پر چہل قدمی یا چڑھائی کرنا، کھانا کھانے سے کم از کم ایک گھنٹے کے بعد۔ جو ہاضمہ عمل اور کیلوریز کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

وزن کم کرنے والی ڈرنکس۔ رمضان میں لیموں اور زیرے کا رس جیسے قدرتی مشروبات کا موثر کردار ادا کرتا ہے۔ ان مشروبات کے پینے سے جسم میں جمع چربی کم کرنے اور وزن کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اسی طرح بھوک کو کم کرنے اور دوسرے دن کے روزے کے دوران بھوک کا احساس کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

خدمت خلق

ضرورت، وقت اور حالات کے مطابق امداد۔

اپریل۔ رمضان کے مہینے میں اجلاس نہیں ہوگا۔

تعلیم

اجلاس مئی ۲۰۲۳۔ خلافت

سورہ النور آیات، 53۔54۔55۔56، تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مصلح موعودؓ اجلاس میں پڑھ لیں۔۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

ان آیات سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد ﷺ کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجالائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں۔ اُن سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو اُس نے خلیفہ بنایا اور اُن کی خاطر اُنکے دین کو جو اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی اُن پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔ پس اصل چیز خُدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اور تمام کامیابیاں اِسی روح کے ساتھ وابستہ ہیں جس قوم میں اطاعت کی روح ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہو جاتی ہے اور جس قوم میں سے اطاعت کی روح نکل جاتی ہے وہ زیادہ ہوتے ہوئے بھی ناکام رہتی ہے۔

پھر خلافت کے ذِکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔

حدیث خلافت

قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم :تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا

شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَاللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُس کو اُٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اُسے بھی اُٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔(مسند احمد)

دُعائیں

آغاز اور انجام کے نیک ہونے اور خاص نصرتِ الٰہی کی دُعا

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت مدینہ کے زمانہ کے قریب یہ دُعائیہ آیت اتری۔ ہر کام کے نیک آغاز اور انجام کے لئے یہ دُعا مجرب ہے۔(ترمذی کتاب التفسیر بنی اسرائیل)

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:81)

ترجمہ:۔ اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے نیک طور پر (دوبارہ مکّہ میں) داخل کر اور ذِکرِ نیک چھوڑنے والے طریق پر (مکّہ سے) نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی (مضبوط) مددگار (اور) گواہ مقرر کر۔

اُمّت کے خلفاء اور حکام کے حق میں دُعائیں

حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے بعد میں آنے والے خلفاء کے حق میں آپؐ کی یہ دُعا بیان کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِرْحَمْ خُلَفَائِي اَلَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي وَ يَرْوُونَ أَحَادِيثِي وَ سُنَّتِي فَيُعَلِّمُونَهَا اَلنَّاسَ ۔(جامع الکبیر لسیوطی جزاوّل 5125)

ترجمہ:۔اے اللہ! میرے ان خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے۔ میری احادیث اور سُنّت بیان کریں گے اور لوگوں کو اُس کی تعلیم دیں گے

ملفوظات

''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔'' یعنی عملی حالت اگر اس تعلیم کے مطابق نہیں تو صرف نام لکھوا کر جماعت میں شامل ہونے والی بات ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل میں میری نظر میں تو وہ جماعت میں نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''......اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کر و جو دی جاتی ہے۔''(ملفوظات جلد4 صفحہ 439)

نظم

(دُرِّ عدن)

خلیفہ خُدا نے جو تم کو دیا ہے

عطائے الٰہی ہے فضلِ خُدا ہے

یہ مولا کا اِک خاص احسان ہے

وجود اس کا خود اس کی بُرہان ہے

خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی

مبارک بھی ہے اور محمود بھی

لبوں پر ترانہ ہے محمود کا

زمانہ، زمانہ ہے محمود کا

۔اس کے علاوہ اور نظم یا خلافت کا ترانہ رکھیں۔

۔خلافت پر کوئز رکھیں

۔خلافت میں ہماری ذمہ داریاں

تربیت

ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا آخری پہر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے رزق طلب کرے تو میں اسے رزق عطا کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے اپنی تکلیف کے دور کرنے کے لئے دعا کرے تو میں اس کی تکلیف کو دور کروں۔ اللہ تعالیٰ یونہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲۱. مطبوعہ بیروت)

بہت سارے لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ خود بھی اس طریق پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی نازل ہوتے دیکھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے، جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دی ہے، حاصل کر سکتا ہے، اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ یعنی میں ہی اس کا کارساز ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاري كتاب الرقاق باب التواضع)

حضرت ابو ھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو اٹھائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی نماز پڑھی اور اپنے میاں کو جگایا۔ اگر اس نے اٹھنے میں پس و پیش کیا تو اس کے منہ پر پانی چھڑ کا تا کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔ (سنن ابو داؤد، کتاب التطوع باب قیام اللیل)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائیگا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار اور قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ (ملفوظات.. جدید ایڈیشن جلد دوم صفحہ ۱۸۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ''۔ (ملفوظات.. جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ ۲۸)

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت اختیار کریں۔

اسی تیسری شرط بیعت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی کوشش کرتا رہے گا، درود بھیجے گا، اس میں باقاعدگی اختیار کرے گا۔ اس بارہ میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: آیت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو جو جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو ملے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبیؐ)

تو یہ سب کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے، خدا تک پہنچنے کے لئے، اپنی دعاؤں کو اللہ کے حضور قبولیت کا درجہ دلوانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کا وسیلہ اختیار کریں اور اس کا سب سے بہترین ذریعہ جس طرح حدیث میں آیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے، یہی ہے کہ بہت زیادہ درود پڑھنا **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔**

مال

زکوۃ لازمی چندہ

پس جماعت میں جو چندوں کا نظام رائج ہے یہ اسی اصول کے تحت ہے کہ جماعتی ضروریات پوری کی جائیں اور اس کے لئے جو افراد جماعت ہیں وہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ جماعت کے چندہ کے نظام میں بعض لازمی چندہ جات ہیں جیسے زکوٰۃ ہے۔ وصیت کا چندہ ہے۔ چندہ عام ہے۔ جلسہ سالانہ ہے اور اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے چندے ہیں جو لازمی نہیں ہیں۔

زکوٰۃ کا جو نظام ہے یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور اس کی وصولی کے لئے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بھی جب ایک گروہ نے مسلمان کہلانے کے باوجود اس کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کر کے بھی زکوٰۃ وصول کی۔ (صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین۔۔۔، باب قتل من ابی قبول الفرائض حدیث نمبر 6925)

پس جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کے لئے اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ اور اسی طرح زکوٰۃ کی فرضیت کے باوجود بھی اور اس کی وصولی کے باوجود بھی بعض اوقات ایسی ضروریات پڑتی تھیں جب آنحضرت ﷺ بعض مہمات کے لئے زائد چندہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 184-183 غزوہ تبوک دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

صحت جسمانی

دودھ میں ہلدی کو ملا کر پینا صحت کے لیے کتنا مفید؟

ورم اور جوڑوں کی تکلیف میں کمی۔ ہلدی ملے دودھ میں موجود اجزا ورم کش ہوتے ہیں۔ دائمی ورم دائمی امراض بشمول کینسر، میٹابولک سینڈروم، الزائمر اور امراض قلب میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ورم کش مرکبات سے بھرپور غذاؤں سے ان امراض کا خطرہ کم کیا جا سکتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ادرک، چینی اور ہلدی ورم کش خصوصیات سے لیس ہوتے ہیں، جس سے جوڑوں کی تکلیف میں کمی آنے کا امکان ہوتا ہے۔

دودھ میں ہلدی ملا کر پینے کے چند فوائد درج ذیل ہیں۔

۱۔ دودھ میں ہلدی ملا کر پینے سے ہڈیوں کی تکلیف دور ہوتی ہے۔

۲۔ ہلدی دودھ پینے سے کوئی بھی زخم جلدی بھر سکتا ہے، زیادہ تر لوگ کسی چوٹ لگنے، آپریشن یا بیماری کے بعد جلد بہتر ہونے کے لیے ہلدی دودھ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

۳۔ اس کے استعمال سے الرجیز، یا جلد کے انفیکشن کی روک تھام بھی کی جا سکتی ہے۔

۴۔ رات کو سونے سے قبل دودھ پینا بے حد ضروری ہے، اس سے نیند بھی بہتر آتی ہے، اور اگر اسے ہلدی کے ساتھ پیا جائے تو یہ بڑھتی عمر کے اثرات سے تحفظ دینے میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔

۵۔ ہلدی اینٹی سیپٹک، اینٹی مائکروبیل اور اینٹی الرجی جیسی خصوصیات کی حامل ہے۔

تو پھر آج ہی سے اپنے دودھ کے ایک گلاس میں چٹکی بھر ہلدی شامل کر کے اسے پینا شروع کریں اور اپنی صحت کو فائدہ پہنچائیں۔

خدمت خلق

برے سلوک کا حسن سلوک سے جواب

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے بعض رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ تحمل و بردباری سے پیش آتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ جہالت آمیز سلوک کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'اگر تو تم ویسا ہی کرتے جیسا کہہ رہے تو گویا کہ تم ان لوگوں کو گرم ریت کھلا رہے ہو یعنی تمھارے حسن سلوک کے جواب میں ان کی بد سلوکی ان کے لیئے وبال بن جائے گی اور جب تک تم اسی طرح کرتے رہو گے، اللہ کی طرف سے تمہارے لیئے ان لوگوں کے شر سے بچاؤ کے لیئے ایک مددگار مقرر رہے گا۔' (صحیح مسلم، 6689)

تعلیم

اجلاس جون ۲۰۲۳۔ حج

۔سورہ البقرہ آیات 200 تا 197 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

حج اسلامی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے اور ہر شخص جو بیت اللہ کا حج کرنا چاہے۔ اُس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ میقات پر پہنچنے کے بعد احرام باندھ لے۔ میقات اُن مقامات کو کہتے ہیں جہاں پہنچ پر اسلامی ہدایات کے مطابق حاجیوں کو احرام باندھنا پڑتا ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے وہ الحلیفہ، شام کی طرف سے آنے والوں کے لئے جُحفہ، عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے ذات عرق، نجد کی طرف سے آنے والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے یلملم میقات مقرر ہیں۔ پاکستان سے جانے والوں کے لئے یلملم ہی میقات ہے اور حاجیوں کو جہاز میں ہی احرام باندھنا پڑتا ہے۔ جو لوگ ان میقات کے اندر رہتے ہوں، انہیں احرام کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ اپنی اپنی جگہوں سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔ احرام کا طریق یہ ہے کہ انسان حجامت بنوا کر غسل کرے، خوشبو لگائے۔ اور اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک چادر تہ بند کے طور پر کمر سے باندھ لے اور دوسری چادر جسم کے اوپر اوڑھ لے۔ سر کو ننگا رکھے اور دو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد اپنے اوقات کا اکثر حصّہ تکبیر و تلبیہ اور تسبیح و تحمید میں بسر کرے اور بار بار کہتا رہے: لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ

محرم کے لئے سلے ہوئے کپڑے یعنی قمیض شلوار، پاجامہ یا کوٹ وغیرہ پہننا، سر کو ڈھانپنا، جرابیں پہننا، خوشبو لگانا، خوشبودار رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا، سر منڈوانا، ناخن اتارنا، جوئیں نکالنا یا نکلوانا، جنگل کے کسی جانور کو ذبح کرنا، کسی کو شکار کے لئے کہنا یا کسی شکاری کی مدد کرنا، شہوانی تعلقات قائم کرنا یا

شہوانی گفتگو کرنا، فحش کلامی کرنا، فحش اشعار پڑھنا، لڑائی جھگڑے میں حصّہ لینا، یہ سب امور ناجائز ہوتے ہیں۔ البتہ محرم غسل کر سکتا ہے، کپڑے دھو سکتا ہے اور وبائی جانور کا شکار بھی کر سکتا ہے۔ محرم عورت کے لئے بھی ان ہدایات کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ اسے بے سلے کپڑے پہننے کی ضرورت نہیں۔ اُسے اپنا معمولی لباس یعنی قمیض پاجامہ اور دوپٹہ ہی رکھنا چاہیئے البتہ وہ برقعہ نہیں اوڑھ سکتی۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

یہاں رفث۔ فسوق۔ جدال تین گناہوں کے چھوڑنے کا ذِکر کیا گیا ہے رفث مرد عورت کے مخصوص تعلقات کو کہتے ہیں، لیکن اس کے علاوہ بد کلامی کرنا، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، قصّے سنانا، لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ یہ تمام امور بھی رفث میں ہی شامل ہیں اور فسوق وہ گناہ ہیں جو خُدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں جن میں انسان اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جاتا ہے۔ آخر میں جدال کا ذِکر کیا گیا ہے جو تعلقات باہمی کو توڑنے والی چیز ہے۔ ان تین الفاظ کے ذریعہ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تین اصلاحوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (1) اپنی ذاتی اصلاح کرو اور اپنے دِل کو ہر قسم کے گندے اور ناپاک میلانات سے پاک رکھو (2) اللہ سے اپنا مخلصانہ تعلق رکھو (3) انسانوں سے تعلقات محبت کو استوار رکھو

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اس میں بتایا گیا کہ حج یا عمرہ کرنے والا کوئی شخص بیماری کی وجہ سے یا جنگ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے راستہ میں ہی روک دیا جائے اور وہ مکّہ مکرمہ جا کر حج یا عمرہ نہ کر سکے تو پھر جو قُربانی بھی میّسر آئے اسے دے دینی چاہیئے اور اس وقت تک احرام نہیں کھولنا چاہیئے جب تک قربانی اُس جگہ تک پہنچ نہ جائے جہاں اُس نے ذبح ہونا ہے۔ لیکن عمرہ میں قُربانی لازمی نہیں ہوتی۔ حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے کہ عمرہ کے لئے کسی خاص قوت یا مہینہ کی قید نہیں بلکہ وہ سال کے ہر حصّہ میں ہو سکتا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے پوچھا عُمرہ واجب ہے؟ آپؐ نے فرمایا عمرہ واجب تو نہیں لیکن اگر تم عُمرہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ آخر میں فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی حج کی عبادت محض اس غرض کے لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ اگر حج بیت اللہ یا عُمرہ سے کسی کو یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا کوئی مخفی کبر اس کے سامنے آ گیا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ خلوت میں خُدا کے سامنے اپنا ماتھے کو زمین پر رکھ دے اور جس قدر بھی خلوص اس کے دِل میں باقی رہ گیا ہے اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے یا کم سے کم گریہ وزاری کی شکل بنائے۔

حج اور عُمرہ کا ثواب تو بہت بڑا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ تم زیارت کعبہ کے شوق میں خالی ہاتھ اپنے گھروں سے نکل پڑو اور لوگوں سے بھیک مانگتے ہوئے وہاں پہنچو۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم پہلے زادِ راہ کا انتظام کرو۔ آمد و رفت، رہائش اور کھانے پینے وغیرہ کے تمام اخراجات کا انتظام ہو جائے تو اس کے بعد سفر کے لئے نکلو۔ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

اور یاد رکھو بہتر زادِ راہ وہ ہے جس سے تم سوال اور گناہ سے بچو۔ فرماتا ہے تمہارے لئے یہ کوئی گناہ کی بات نہیں کہ حج کے ایّام میں تم اپنے ربّ سے کوئی اور فضل بھی مانگ لو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فضل سے مراد اس جگہ تجارت ہے اور میرے نزدیک بھی یہ درست ہے۔ حج کے ذِکر کے ساتھ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فرما کر میرے نزدیک اِس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اس عظیم الشان اجتماع سے بعض دوسرے فوائد بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو جس کے نتیجہ میں مسلمان بام عروج پر پہنچ جائیں اور اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف ممالک کے بااثر افراد کے ساتھ مل کر ایسی سکیمیں سوچو جن کے نتیجہ میں اللہ کا فضل نازل ہو جائے اور اسلام دنیا پر غالب آ جائے۔ یہ جو فرمایا کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم خُدا کا فضل تلاش کرو۔ یہ کلام کا ایک طریق ہے جس کا مقصد کسی اہم نیکی کی

طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے۔پھر فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۔اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تم ان مناسک کے ساتھ استغفار بھی کرتے رہو کیونکہ حج ایک بہت بڑی ابتلاء بھی ہے۔ مجھ سے کئی لوگوں نے بیان کیا کہ ہم نے حج کیا اور ہمارے دِل پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوگئے۔اس میں کوئی شک نہیں حج میں ظاہر پر بہت زور ہے باطن پوشیدہ رہ جاتا ہے۔اسلئے ساتھ ساتھ استغفار نہ ہو تو دِل پر زنگ لگ جاتا ہے۔کچھ لوگ حج صرف اسقدر سمجھتے ہیں کہ طواف، حجرِ اسود کو بوسہ ،خطیب کھڑا ہو تو اسکے رومال کے ساتھ رومال ہلا دیں وغیرہ ۔شریعت نے انسان کو ظاہر سکھا دیا باطن انسان پر چھوڑ دیا۔حج کے ایام میں استغفار کی سخت ضرورت ہے کیونکہ حج میں ظاہر زیادہ نمایاں ہے۔انسان باطن کی طرف توجہ نہ کرے اور صرف ظاہر پر عمل کرکے اگر سمجھے فرض پورا کردیا ہے تو دِل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔

حدیث۔حج اور اس کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا. فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ. حَتّٰى قَالَهَا ثلاَثًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : لَوْ قُلْتُ نَعَمْ، لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ. ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ (مسلم كتاب الحج باب فرض الحج)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس حج کرو۔ایک شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! کیا ہر سال؟ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے تین مرتبہ یہ سوال کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مَیں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔پھر آپؐ نے فرمایا جب تک مَیں تمہیں چھوڑے رکھوں تم بھی مجھے کچھ نہ کہو یقیناً تم سے پہلے لوگ اپنے سوالات کی کثرت کی وجہ سے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔پس جب مَیں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جتنی تم میں طاقت ہے اسے بجالاؤ اور جب مَیں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔

دُعائیں

سواری پر سوار ہونے کی دُعا

نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہوتے وقت سُبْحَانَ اللهِ الْحَمْدُ لِله ، اللهُ أَكْبَرُ تین مرتبہ پڑھتے پھر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے (مسلم کتاب الحج)

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا كُنَّا لَہٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (الزخرف ۱۵-۱۴)

پاک ہے وہ جس نے ہم کو ان پر قبضہ بخشا ہے حالانکہ ہم اپنے زور سے ان کو اپنے تابع فرمان نہیں بنا سکتے تھے۔

یوم النحر کی دُعا

حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے یوم النحر (10 ذوالحجہ قربانی کے دن) میں رسول اللہؐ کو قرن الثعالب مقام پر کھڑے دیکھا آپؐ یہ دُعا پڑھ رہے تھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لَآ اِلٰه اِلَّآ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ فَاكْفِنِي شَأْنِي كُلَّهٗ وَ لَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ (کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2)

ترجمہ :اَے زندہ !اَے قائم رہنے والے ! تیرے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں مَیں تیری رحمت کے ساتھ تیری مدد مانگتا ہوں میرے سب حال کے لئے تُو خود ہی کافی ہو جا اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

ملفوظات

یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔۔۔۔ جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اُسے ہر گز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیوں نے بعض جگہ لکھا ہے کہ اگر مرید کو اپنے مرشد کے بعض مقامات پر بظاہر غلطی نظر آوے تو اسے چاہیے کہ اس کا اظہار نہ کرے اگر اظہار کرے گا تو حبط عمل ہو جاوے گا (کیونکہ اصل میں وہ غلطی نہیں ہوتی صرف اس کے فہم کا اپنا قصور ہوتا ہے) اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس طرح سے بیٹھتے تھے جیسے سر پر کوئی پرندہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان سر اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ یہ تمام ان کا ادب تھا کہ حتی الوسع خود کبھی کوئی سوال نہ کرتے۔ہاں اگر باہر سے کوئی نیا آدمی آکر کچھ پوچھتا تو اس ذریعہ سے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلتا وہ سن لیتے صحابہ کرامؓ بڑے مؤدب تھے اس لئے کہا ہے کہ الطریقۃ کلھا ادبٌ۔ جو شخص ادب کی حدود سے باہر نکل جاتا ہے تو پھر شیطان اس پر دخل پاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی نوبت ارتداد کی آجاتی ہے۔اس ادب کو مدّ نظر رکھنے کے بعد انسان کو لازم ہے کہ وہ فارغ نشین نہ ہو۔ ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے اور جو مقامات اسے حاصل ہوتے جاویں ان پر یہی خیال کرے کہ میں ابھی قابل اصلاح ہوں یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے۔ بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔آپ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ تو اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا اُن کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے۔۔ ہمیشہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے۔ (ملفوظات جلد 6۔ایڈیشن 1984ء)

نظم

(دُرِّ ثمین)

ہوئے ہم تیرے اَے قادر و توانا
تیرے دَر کے ہوئے اور تجھ کو مانا

ہمیں بس ہے تِری درگہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا

کہ تیرا نام ہے غفّار و ہادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَالاَعادِی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پُکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تُو ہی ہے سب سے پیارا

ہوُا مَیں تیرے فضلوں کا مُنادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَالاَعادِی

ترے کُوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خُدائی ہے خُودی جس سے جلاؤں

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں

مَیں اِس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَالاَعادِی

تربیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے (یعنی استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کی کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الوتر، باب في الاستغفار)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالی کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا۔ یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لیکر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے۔ یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔ سو چونکہ خدا مبدء فیض ہے اور اس کا نور ہر ایک تاریکی کے دور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے اس لئے پاک زندگی حاصل کرنے کے لئے یہی طریق مستقیم ہے کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمہ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یکدفعہ لے جائے۔ خدا کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم در حقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۶-۳۴۷)

پھر آپؑ نے فرمایا۔۔۔ جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہ گار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہو اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا سکتہ وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف آیت 24) - یہ دعا اول ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہر گز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔ کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔ (ملفوظات جدید ایڈیشن جلد دوم صفحہ ۵۷۷)

صحت جسمانی

موسم گرما میں سنسکرین

مزید کوئی بہانے نہیں ہیں۔ موسم گرما بالکل قریب ہے اور ہم سپر مارکیٹوں میں سن اسکرین کے ہزاروں کنستروں کا ذخیرہ دیکھنا شروع کر رہے ہیں۔ کیا وہ سارا سال ہونا چاہئے؟ یہ ٹھیک ہے، لیکن ہم اسے صرف دھوپ کے لیے استعمال کرنے کے بری طرح عادی ہیں۔ واک کے لیے باہر جانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو UV شعاعوں سے مناسب طریقے سے بچائیں تاکہ جلد کو نقصان نہ پہنچے یا غیر ضروری جلنے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کیا اعلیٰ SPF نمبر کا مطلب بہتر تحفظ ہے؟

ہم ہاں کہہ سکتے تھے۔ مقبول عقیدہ کا خیال تھا کہ ایک SPF 15 اتنا ہی مؤثر ہے جتنا کہ زیادہ تعداد، لیکن سائنس نے دکھایا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ تعداد جتنی زیادہ ہوگی، تحفظ اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ ایک شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق، ہائی ایس پی ایف، جیسے 100، سورج کے نقصان کے خلاف نمایاں اثر ڈال سکتے ہیں۔ رضاکاروں نے اپنے چہروں کے ایک طرف SPF 50 کریم اور دوسری طرف SPF 100 لگائی، جس کے نتیجے میں SPF 100 سنسکرین اصل استعمال کے حالات میں SPF 50 سنسکرین کے مقابلہ سنبرن سے بچانے میں نمایاں طور پر زیادہ موثر تھی۔

پھر بھی، آپ کو 50 سے اوپر سن اسکرین منتخب کرنے کے بارے میں زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تعداد کے بعد بہت کم اضافی تحفظ ہے۔ یقیناً، یہ اس بات پر بھی منحصر ہوگا کہ آیا آپ اسے صحیح طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں کہ آپ کو کافی مقدار میں درخواست دینے کی ضرورت ہے اور تیراکی یا پسینہ آنے کے فوراً بعد اور ہر دو سے تین گھنٹے بعد دوبارہ درخواست دیں۔

جب مجھے چہل قدمی یا ورزش کرتے ہوئے پسینہ آتا ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

بلاشبہ، جب آپ کو پسینہ آنا شروع ہوتا ہے، تو سن اسکرین جلد سے آنا شروع ہو جاتی ہے، لہذا آپ کو اسے دوبارہ لگانے کی ضرورت ہوگی۔ آپ کی جلد سے آنے والی سن اسکرین کی مقدار کو محدود کرنے کے لیے تیل سے پاک اور پانی سے بچنے والے فارمولے تلاش کریں (خاص طور پر آپ کی آنکھوں کے گرد)۔ آپ کچھ پاؤڈر سن اسکرین بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کے ورزش کے دوران پسینہ جذب کرے گا اور ایک چپچپا کاوٹ کی طرح محسوس کرے گا۔

آپ کو باہر جانے سے ایک گھنٹہ پہلے سن اسکرین لگانی چاہیے تاکہ اسے جذب ہونے کا وقت ملے۔ اگر آپ کی ورزش 2 گھنٹے سے زیادہ چل رہی ہے، تو آپ کو جاتے وقت دوبارہ درخواست دینے کے لیے اپنے محافظ کو ساتھ لے جانا چاہیے۔

خدمت خلق

ضرورت، وقت اور حالات کے مطابق امداد۔

تبلیغ

حضرت عائشہؓ کی مثال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں تمہیں ایک عورت کا واقعہ سُناتا ہوں کہ جسے صرف معمولی لکھنا پڑھنا آتا تھا۔ اس کے لکھنے کے متعلق مجھے اس وقت صحیح علم نہیں ہے لیکن یہ بات ضرور تھی کہ اُسے پڑھنا آتا تھا۔ اُس نے قرآن کو قرآن کر کے پڑھا، جنّت کی طمع اور دوزخ کے خوف سے نہیں، عادت اور دکھاوے کے طور پر نہیں بلکہ خدا کی کتاب سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ اس کے اندر دنیا کے تمام علوم ہیں اسے پڑھا۔ اس کے نتیجہ میں باوجود اس کے کہ اس نے کسی کے پاس زانوئے شاگردی تہ نہیں کیا تمام دنیا کی استاد بنی۔ وہ عورت کون تھی ؟ اُس کا نام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔

آپؓ فہم قرآن میں اکثر مردوں سے بڑھ گئیں

اُس نے قرآن کو جیسا کہ سمجھنے کا حق تھا سمجھا۔ اُن کی صرف ایک مثال سے دنیا کے مرد شرمندہ ہیں کہ وہ بایں ہمہ عقل و دانش اس فہم و فراست کو حاصل نہ کر سکے۔ وہ آیت ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:41)

یعنی محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسولؐ اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ دنیا نے سمجھا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور ادھر چونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمادیا ہے کہ: لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ (جس سے آپؐ کی یہ مراد تھی کہ میری شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہ آئے گا۔) یہ امر ایسے خیال کے لوگوں کے لئے اور بھی مؤید ثابت ہوا اور سب نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مسلمان تمام دنیا میں پھیل گئے اور انہوں نے اپنے اِس خیال کی خوب اشاعت کی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اِس قسم کی باتیں ایک مجلس میں ہو رہی تھیں حضرت عائشہؓ وہاں سے گزریں اور آپؓ نے سن کر فرمایا۔ قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ دیکھو حضرت عائشہؓ نے قرآن پر غور کرنے سے کس قدر صحیح نتیجہ نکالا کہ آج اِس زمانہ کے نبی نے اس سے فائدہ اُٹھایا۔ وہ خیالات جو تیرہ سَو سال سے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالے ہوئے تھے اُن کو کس صفائی کے ساتھ ردّ فرمایا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ کے قرآن پر غور کرنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فائدہ اٹھایا اور احمدی جماعت اُن کی ممنونِ احسان ہے۔ انہوں نے ان کی مشکلات کو آسان کر دیا۔ یہ تو ایک واقعہ اُن کے فہم قرآن کا ہے۔ (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مستورات سے خطابات کا مجموعہ، مرتبہ حضرت سیدہ اُمِ متین مریم صدیقہ صاحبہ، صفحہ 225تا226)

تعلیم

اجلاس جولائی ۲۰۲۳ء۔عائلی مسائل

۔سورۃالنساء آیات۔ 1-33-34-35-36-37 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

یعنی آدم کے وجود میں سے ہی ہم نے اُس کا جوڑا پیدا کیا جو حوّا ہے تا آدمؑ کا یہ تعلق حوّا اور اسکی اولاد سے طبعی ہو نہ بناوٹی اور یہ اس لئے کیا تا آدم زادوں کے تعلق اور ہمدردی کو بقا ہو۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دِلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔(مجموعہ اشتہارات جِداوّل)

عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خُدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہو گی اور نیک بخت ہو گی۔(مکتوبات جلد5) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اسی لئے کہا گیا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصّہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔(البدر جلد2) عورتوں میں بُت پرستی کی جڑ ہے۔۔۔ بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کہ ذرا سی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہیں اسلئے زن پرست جو لوگ ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں۔ خُدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ۔اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قویٰ زیادہ دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ تو وہ کیا کر سکے گی۔ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی۔۔۔ یورپ کی طرح یہ لوگ بے پردگی پر بھی زور دے رہے ہیں۔۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔۔۔ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو، اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوّت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اس وقت یہ بحث چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں؟ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔(البدر جلد3 نمبر34)

اگر میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف خاوند کی طرف سے مقرر کرو اور ایک منصف بیوی کی طرف سے۔ اگر منصف صلح کرانے کے لیے کوشش کریں گے تو خُدا توفیق دے دے گا۔(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد10)

حدیث

دیندار عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کا حق ادا کرتی ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّى الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّىَ حَقَّ زَوْجِهَا۔

ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ کوئی عورت اُس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔

بہتر انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر سلوک کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ : خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے؛ تُم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے اور مَیں اپنے اہل کے ساتھ سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔

دُعائیں

نیک بیوی اور اولاد کے حصول اور اُن کے لئے اچھا نمونہ بننے کی دُعا

عبادالرحمٰن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے قُرآن شریف میں ذِکر ہے کہ وہ یہ دُعائیں کرتے ہیں:۔

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ﴿الفرقان:75﴾

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

نیک ظاہر و باطن کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِيَ النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ

ترجمہ: اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کردے، اور میرا ظاہر نیک اور اچھا بنادے۔اے اللہ! مَیں تجھ سے دُنیا میں تیری عطاؤں میں سے ایسے نیک اہل وعیال اور پاک مال اور صالح اَولاد مانگتا ہوں جو نہ خود برگشتہ ہونے والے ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے۔

ملفوظات

اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اُٹھانا چاہیے۔میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کے لیے سعی کی جاوے پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افترا کرتے اور اس کی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اُکساتے ہیں۔اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔

میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کردو۔اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ

دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کیے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں، اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہوگا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔

خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے لیے الگ امر ہے۔ یعنی جو شخص خدا اور اس کے رسُول کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان کا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم اس پر افتراء کرو اور بلاوجہ اس کو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں۔ بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اس کی اصلاح کے لیے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اس کے ساتھ شروع نہ کرو۔

یہ امور ہیں جو تزکیۂ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لیے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اُس نے جھٹ حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اُتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لیے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے۔ تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لیے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لیے کسی کو دُکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہو گی؟ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 103 تا 105۔ ایڈیشن 1984ء)

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیۡرٌ اَمَلًا۔ سورۃ الکھف آیت:47

ترجمہ: مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔ (ترجمہ: بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

نظم

(کلام محمود)

بابِ رحمت خود بخود پھر تم پہ وا ہو جائے گا ۔۔۔ جب تمہارا قادرِ مطلق خُدا ہو جائے گا

دُشمنِ جانی جو ہو گا آشنا ہو جائے گا ۔۔۔ بُوم بھی ہو گا اگر گھر میں ہما ہو جائے گا

جو کوئی اُس یار کے دَر کا گدا ہو جائے گا ۔۔۔ ملکِ روحانی کا وہ فرمانروا ہو جائے گا

نقشِ پا پر جو محمّدؐ کے چلے گا ایک دِن ۔۔۔ پیروی سے اس کی محبوبِ خُدا ہو جائے گا

دیر کرتے ہیں جو نیکی میں ہے کیا ان کا خیال ۔۔۔ موت کی ساعت میں بھی کچھ اِلتوا ہو جائے گا

چھوڑ دو اعمالِ بد کے ساتھ بد صُحبت بھی تم ۔۔۔ زخم سے انگور مل کر پھر ہرا ہو جائے گا

تیرا ہر ہر لفظ اے پیارے مسیحائے زماں ۔۔۔ حق کے پیاسوں کے لیے آبِ بقا ہو جائے گا

تربیت

اس ماہ تربیتی کلاس ہو گی۔

تربیتی کلاس پروگرام

۱۔ سورہ الغاشیہ لفظی ترجمہ کے ساتھ یاد کریں۔

۲۔ سورہ البقرہ کا رکوع 17 لفظی ترجہ کے ساتھ یاد کریں۔

۳۔ تلفظ ٹھیک کروایا جائے۔

لاٹری جائز نہیں

حضرت منشی برکت علی خاں صاحب صحابی حضرت اقدس شملہ میں ملازم تھے۔ احمدی ہونے سے پہلے انہوں نے ایک لاٹری ڈالی ہوئی تھی وہ لاٹری نکلی تو ساڑھے سات ہزار کی رقم ان کے حصے میں آئی۔ (اس زمانہ میں)۔ انہوں نے حضور سے پوچھا تو حضور نے اسے جُوَا قرار دیا اور فرمایا اپنی ذات میں ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔ حضرت منشی صاحب نے وہ ساری رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔ (تلخیص از اصحاب احمد جلد ۳ ص ۳۳ مطبوعہ ۱۹۵۷ء) تو یہی آج کل یہاں یورپ میں رواج ہے، مغرب میں رواج ہے لاٹری کا کہ جو لوگ لاٹری ڈالتے ہیں اور ان کی رقمیں نکلتی ہیں وہ قطعاً ان کے لئے جائز نہیں بلکہ حرام ہیں۔ اسی طرح جس طرح جوئے کی رقم حرام ہے۔ اول تو لینی نہیں چاہئے اور اگر غلطی سے نکل بھی آئی ہے تو پھر اپنے پر استعمال نہیں ہو سکتی۔ ایک واقعہ یہیں آپ کے ملک انگلستان کا محترم بشیر آرچرڈ صاحب کا ہے جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور اس کے بعد اپنی زندگی وقف کی۔ ۱۹۴۴ء میں احمدی ہوئے تھے اور قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کی اور جیسا کہ میں نے کہا ہے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اس کے بعد ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ عبادات الٰہی اور دعاؤں میں بے انتہا شغف پیدا ہو گیا۔ ان کے قادیان کے پہلے دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترک شراب نوشی تھا۔ شراب بہت پیا کرتے تھے۔ فوری طور پر انہوں نے پہلے شراب ترک کی۔ انہوں نے جوئے اور شراب نوشی سے توبہ کر لی اور اور ان دونوں چیزوں سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کشی اختیار کی، ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ (تلخیص از الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۷۸ء۔ عظیم زندگی۔ صفحہ ۳)

شراب کی ممانعت

اس زمانہ میں بھی، آج کل بھی چند سال پہلے بعض احمدی یہاں بھی، جرمنی وغیرہ میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی ایسے کاروبار جن میں ریسٹورنٹ میں، ہوٹلوں میں جہاں شراب کا کاروبار ہوتا تھا۔ حدیث کے مطابق شراب کشید کرنے والا، شراب پلانے والا، شراب بیچنے والا، رکھنے والا، ہر قسم کے لوگوں کو کہا گیا کہ یہ جہنمی ہیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اعلان فرمایا تھا کہ جو بھی احمدی اس کاروبار میں ملوث ہیں ان کو فوری طور پر یہ کاروبار ترک کر دینا چاہئے ورنہ ان کے خلاف سخت نوٹس لیا جائے گا۔ تو خود ہی حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی بھاری تعداد نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ اور بعضوں کو تو خدا تعالیٰ نے فوراً بہت بہتر کاروبار عطا کئے اور بعضوں کو ابتلاء میں بھی ڈالا۔ اور وہ لمبے عرصہ تک کاروبار سے محروم رہے۔ لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور پھر انہوں نے اس گندے کاروبار میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔

مال

ہمارے خدائے رحمٰن ورحیم کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اسی نے ہمیں پیدا کیا، اسی نے زندگی دی، اسی نے مال کمانے کی طاقت اور توفیق عطا کی اور جب اسی کے فضل اور اسی کی عنایت سے کمائی ہوئی دولت کا ایک حصّہ اسی کی خاطر قربان کیا جاتا ہے تو وہ ذرہ نواز خُدا اتنا خوش ہوتا ہے کہ جنّت کی بشارت عطا فرماتا ہے۔ لاریب ایک بندہ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے جو فوز عظیم کہلا سکتی ہے ؟

راہ خُدا میں خرچ کرنے اور اس کارِ خیر میں سستی اور کاہلی سے بچنے کی پُر زور تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ

(سورۃ البقرہ آیت 256)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔“

اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ راہِ خُدا میں خرچ نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ظالم قرار دیا ہے اور ظاہر بات ہے کہ آخرت میں ملنے والی فوزِ عظیم کے مقابل پر دُنیا کی عارضی خوشی اور راحت کو مقدّم کرنے والا انتہائی درجہ کا ظالم نہیں تو اور کیا ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان آدمی کا صدقہ کرنا عُمر بڑھاتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔“ (کنزالعمال رقم الحدیث 16062)

فرمایا: ”ہر امّت کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ میری امّت کی آزمائش مال میں ہے“۔ (ترمذی کتاب الزہد باب ماجاء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال)

فرمایا ”اللہ کی راہ میں گِن گِن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گِن گِن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپئوں کی تھیلی کا منہ بخل کی وجہ سے بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دِل کھول کر خرچ کرو۔ (بخاری کتاب الزکاۃ باب التحریض علی الصدقہ والشفاعۃ فیھا ایضاً باب الصدقۃ فیما استطاع)

قرآن مجید اور احادیث سے ملنے والی یہ راہنمائی اس حقیقت کو خوب آشکار کرتی ہے کہ دین کی ضروریات کے لئے مالی قربانی قُربِ الٰہی اور رضائے الٰہی پانے کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ ان مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ایک طرف تو قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوتا ہے تو دوسری طرف رحیم و کریم خُدا اسی میں ایسے مخلص بندے کو نوازنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنی جناب سے اس کی جھولیاں فضلوں سے بھر دیتا ہے۔ بے حساب عطا کرتا ہے۔ اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں برکت دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس کو اسی زندگی میں جنت کی سی کیفیت بھی عطا کر دیتا ہے اور خود اس کی ضروریات اور حاجات کا متکفل ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بعض ارشادات :

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے آگاہ فرماتے ہوئے اس راہ میں آگے سے آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

” اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے“۔

صحت جسمانی

صبح سویرے نیم گرم پانی میں لیموں اور شہد ملا کر پینے کے انسانی صحت پر اثرات

لیموں پانی کے فوائد کے متعلق تو آپ نے بہت سنا ہو گا لیکن اگر آپ نیم گرم پانی میں آدھا لیموں نچوڑ لیں اور تھوڑا سا شہد بھی شامل کر لیں اور اس مشروب کو صبح نہار منہ پیئیں تو اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ چند اہم فوائد جو آپ کو اس مشروب سے حاصل ہوں گے درج ذیل ہیں:

۔لیموں اور شہد میں پائے جانے والے پوٹاشیم، کیلشیم اور میگنیزیم جسم کو تروتازہ کرتے ہیں اور اس سے پانی کی کمی پوری ہوتی ہے۔

۔جوڑوں اور پٹھوں کا درد، دور کرنے میں مددگار ہے۔

۔گلے کے انفیکشن اور سوزش سے نجات مل جاتی ہے۔

۔اعصابی نظام مضبوط ہوتا ہے اور ڈپریشن اور ذہنی دباؤ سے نجات ملتی ہے۔

۔وٹامن سی کی مدد سے جلد صاف اور صحت مند ہوتی ہے۔

۔سینے کی جلن ختم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۔دانت کے درد اور مسوڑھوں کے مسائل کا خاتمہ ہوتا ہے۔

۔یورک ایسڈ تحلیل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے جوڑوں کے درد سے نجات ملتی ہے۔

۔بلڈ پریشر کو نارمل رکھتا ہے۔

۔خون کی شریانوں کی صفائی ہوتی ہے۔

۔جسم میں بیماری سے بچانے والے اینٹی آکسیڈنٹ پیدا ہوتے ہیں۔

۔یہ حاملہ ماؤں کے لیے بہت ہی مفید ہے، یہ ماں کو وائرس اور فلو سے بچاتا ہے اور بچے کی ہڈیاں اور اعصابی نظام خصوصاً دماغ کو مضبوط بناتا ہے۔

خدمت خلق

اسلام میں خدمت خلق کا تصور

اسلام میں خدمت خلق کو بہت فضیلت حاصل ہے اور اس باب میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضع تعلیمات بیان کی ہیں۔ اسلام میں انسانیت کی خدمت اور اللہ سے محبت کا بہت گہرا جوڑ ہے جس دل میں خدا کی محبت ہو وہ خلق خدا کی محبت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے اپنے بندوں کے حقوق کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کے بندوں کی خدمت خدا سے تعلق کو مستحکم کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ؐ کا فرمان ہے کہ ''سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے'' چنانچہ خدمت کا ایسا عمل جو خیر خواہی اور ہمدردی کا ہو اسکا بہت ثواب ہے اور ایسا انسان جو کسی کا حق نہیں مارتا، کسی پر ظلم اور ناانصافی نہیں کرتا اس کا دامن ہر طرح کی منافقت

سے پاک ہوتا ہے اور وہ رضائے الٰہی کے لیے اور اللہ کی خوشنودی کے لیے خلق انسانی سے محبت اور انکا احترام کرتا ہے۔ پس اللہ کہ ہاں اسکا بڑا اجر ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ البقرہ 261: بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کے مال کو اسکی سوچ سے بھی زیادہ بڑھا کر نوازے گا۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے ابن آدم ! اگر تو زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو تیرے لیئے بہتر ہو گا، اور اگر تو اس کو روکے گا تو تیرے لیئے برا ہو گا، اور بقدر ضرورت مال پر تو ملامت کے لائق نہیں ہو گا، اور ابتداء ان لوگوں سے کر جن کے اخراجات زندگی کا تو ذمہ دار ہے'' (سنن ترمذی)

اسلام کی خوبصورت تعلیمات ہمیں نہ صرف آپس میں پیار ور محبت قائم کرنے کا حکم دیتی ہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا بھی پابند کر دیتی ہیں۔

تعلیم

اجلاس اگست ۲۰۲۳۔ توحید باری تعالیٰ

سورہ الحشر آیات 23-24-25 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اجلاس میں پڑھ لیں۔۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

وہ خُدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سِوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اُس کی طاقت پر دُشمن کی طاقت غالب آجائے۔ اس صورت میں خُدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سِوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خُدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خُدا منتخب کرنا چاہیں یا دِل میں عُمدہ سے عُمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خُدا کی صفات فرض کریں تو سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا۔ وہی خُدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظُلم ہے۔ پھر فرمایا عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے۔۔ ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خُدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشھادۃ ہے یعنی کوئی چیز اُس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے۔۔۔ وہ اِس عالم کے ذرّہ ذرّہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اِس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دے گا اور اُس کے سِوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہو گا؟ سو وہی خُدا ہے وہ اِن تمام وقتوں کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا هُوَالرَّحْمٰنُ یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لُطف سے، نہ کسی غرض سے نہ کسی عمل کی

پاداش میں اُن کے لئے سامان راحت میسّر کرتاہے۔ جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا۔ اس عطیہ کا نام خُدا کی کتاب میں رحمانیت ہے۔ پھر فرمایا اَلرَّحِیم یعنی وہ خُدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتاہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتاہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10)

یعنی وہ خُدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں، یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی یا اگر مثلاً تمام رعایا قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے گا۔۔۔ پس خُدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔ وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کرکے اور مخلوق پیدا کر سکتاہے۔ اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظُلم کے اسکی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دُنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر پھر دوسری دُنیا کہاں سے لاتا۔ کیا نجات یافتہ لوگوں کو دُنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظُلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لے لیتا؟ تو پھر اس صورت میں اُس کی خُدائی میں فرق آتا اور دُنیا کے بادشاہوں کی طرح داغدار بادشاہ ہوتا جو دُنیا کے لئے قانون بناتے ہیں۔ بات بات میں بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظُلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظُلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتاہے کہ ایک جہاز کو بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے۔۔۔ پس اگر خُدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ کمزور راجوں کی طرح قُدرت کی جگہ ظُلم سے کام لیتا۔ یا پھر عادل بن کر خُدائی کو ہی الوداع کہتا بلکہ خُدا کا جہاز تمام قُدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہاہے۔ پھر فرمایا اَلسَّلٰمُ یعنی وہ خُدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھ کر کس طرح دِل تسلی پکڑتے کہ ایسا خُدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا۔ پھر فرمایا کہ اَلْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے اور اُس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، جلد 10 روحانی خزائن)

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ یعنی وہ ایسا خُدا ہے کہ جسموں کو بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کو بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے، تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اُسی کے نام ہیں۔ اور پھر فرمایا يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی، اِس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی خُدا کی ہدایتوں کے پابند ہیں۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10)

حدیث

اللہ کی حمد وثناء اور اس کا شکر

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثاً وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَاللّٰهَ ثَلٰثاً وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثاً وَّثَلٰثِيْنَ ،فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس 33 بار سبحان اللہ کہا، تینتیس 33 بار الحمد

للہ کہااور تینتیس 33 بار اللہ اکبر کہا تو یہ مل کر ننانوے ہوئے اور پھر سو 100 کا عدد پورا کرنے کے لیے یہ ذکر کرے لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اُسی کی ہے اور تمام تعریف اُسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قُدرت رکھتا ہے'' تو اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بہت زیادہ) ہی کیوں نہ ہوں۔

دُعائیں

رحمت باری کے حصول اور معاملہ میں آسانی کی دُعا

۱۔اصحابِ کہف کے ذِکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ چند نوجوان تھے جو توحید کی حفاظت کے لئے غاروں میں روپوش ہو گئے اور وہاں یہ دُعائیں کرتے رہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴿۱۱﴾ (الکہف 11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے حضور سے (خاص) رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے (اس) معاملہ میں رُشد و ہدایت کا سامان مہیّا کر۔

۲۔حضرت جویریہؓ بیان کرتی ہیں کہ صبح کی نماز کے وقت آنحضرت ﷺ میرے پاس سے گئے۔اس وقت میں مصلّے پر بیٹھی تھی اور دن چڑھے جب آپؐ واپس آئے تو میں اس وقت بھی مصلّے پر بیٹھی تھی اور ذکر کر رہی تھی اور تسبیح کر رہی تھی۔تو آپ نے پوچھا تم صبح سے اس حال میں یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں تسبیح کر رہی ہوں۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوں۔آپؐ نے فرمایا اس کے بعد جب سے میں یہاں سے گیا ہوں اور اب آیا ہوں میں نے صرف چار کلمات تین دفعہ دہرائے ہیں۔اگر ان کلمات کا موازنہ مَیں تمہارے اس سارے وقت کے ذکر اور تسبیح سے کروں تو اجر و ثواب میں یہ کہیں زیادہ وزنی ہیں۔آپؐ نے بتایا جو پڑھے تھے وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَاءَ نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

(مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار باب التسبیح اوّل النہار وعند النوم: 6807-6808)

اللہ پاک ہے اس قدر جتنی اس کی مخلوق ہے۔اللہ پاک ہے جس قدر اس کی ذات یہ بات پسند کرتی ہے۔اللہ پاک ہے جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے یعنی بے انتہا پاک ہے اور اللہ پاک ہے جس قدر اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔

ملفوظات

عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے اس سے دل لگاؤ۔پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے۔اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے۔اور جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔بت پرستی کے یہی تو معنے نہیں کہ ہندوؤں کی طرح بت لے کر بیٹھ جائے اور اس کے آگے سجدہ کرے۔حد سے زیادہ پیار و محبت بھی عبادت ہی ہوتی ہے۔(ملفوظات جلد 10 صفحہ 331 ایڈیشن 1984ء)

جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ معبود ہو جاتا ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہیں کہہ سکتے۔(ملفوظات جلد 8 صفحہ 165، ایڈیشن 1984ء)

اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 347 ایڈیشن 1988ء)

نظم

(کلام محمود)

میری رات دِن بس یہی اِک صدا ہے
کہ اِس عالم کون کا اِک خُدا ہے

اُسی نے ہے پیدا کیا اِس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

وہ ہے ایک اُس کا نہیں کوئی ہمسَر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اُس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

نہیں اُس کو حاجت کوئی بیویوں کی
ضرورت نہیں اُس کو کچھ ساتھیوں کی

ہراِک چیز پر اُس کو قُدرت ہے حاصل
ہراِک کام میں اُس کو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اُس نے ہی اونچا کیا ہے
سمندر کو اُس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اُسی نے تو قُدرت سے پیدا کیے ہیں

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے بنوں کے درندے

ہراِک شے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دَم
خزانے کبھی اُس کے ہوتے نہیں کم

کوئی شے نظر سے نہیں اُس کے مخفی
بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

دِلوں کی چُھپی بات بھی جانتا ہے
بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

ہے فریاد مظلوم کی سُننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا

یہی رات دِن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خُدا ہے یہ میرا خُدا ہے

تربیت

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو مسلمان بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب چاہے تو اس میں کمی کرے اور چاہے تو اسے زیادہ کرے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔ (سنن ترمذی. کتاب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلوة علی النبي)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو اُن میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ (سنن ترمذی. کتاب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلوة علی النبي)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام درود کی برکات کا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں، ھٰذا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۲۸ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۳۱ حاشیہ)

یعنی یہ برکات اس درود کی وجہ سے ہیں جو تو نے محمد ﷺ پر بھیجا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: 'درود شریف کے طفیل۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔ (الحکم بتاریخ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ 7)

تبلیغ

ہستی باری تعالیٰ کے عقلی دلائل۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۔ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۔ (الأنعام۔ رکوع 13 آیت 1-4)

یعنی انسانی بصارت خدا تک پہنچنے اور اس کا علم اور عرفان حاصل کرنے سے عاجز ہے۔ اس لئے خدا نے یہ انتظام کیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو انسانی بصارت تک پہنچاتا ہے یعنی خود اپنی طرف سے ایسا انتظام فرماتا ہے کہ انسان خدا کا علم اور عرفان حاصل کر سکے۔ قرآن شریف میں بار بار لوگوں کو اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اس کائنات اور زمین و آسمان اور دیگر مخلوقات پر غور کرو اور سوچو کہ کیا یہ سب کارخانۂ عالم مع اپنے حکیمانہ نظام کے محض اتفاق کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سارا نظام عالم پُکار پُکار کر بتا رہا ہے کہ ضرور اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔

احتیاطی دلیل

بعض اوقات ہم دنیا میں ایک کام محض احتیاطاً اختیار کرتے ہیں گو ویسے کسی معقول بنا پر ضروری نہ ہو۔ مثلاً اگر ہم رات کے وقت کسی جنگل بیابان میں ڈیرہ لگاتے ہیں تو احتیاطاً پہرہ کا انتظام کر لیتے ہیں۔ اسی اُصول کے ماتحت اگر ہم ہستئ باری تعالیٰ کو دیکھیں تو ہماری عقل یہی فیصلہ کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان

لے آنا انکار کر دینے سے بہر حال زیادہ امن اور زیادہ احتیاط کا طریق ہے۔ اگر تو کوئی خدا نہیں اور یہ سارا کارخانۂ عالم محض کسی اتفاق کا نتیجہ ہے تو ظاہر ہے کہ خدا پر ایمان لانا کسی طرح نقصان دہ نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی خدا ہے تو ہمارا یہ ایمان لاریب سراسر مفید اور فائدہ مند ہوگا: فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانعام:82) یعنی ''سوچو کہ کون گروہ امن کے زیادہ قریب ہے، انکار کرنے والا یا ایمان لانے والا؟''

کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا تھا کہ خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے یہی جواب دیا کہ دیکھو تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر تو کوئی خدا نہیں ہے تو مان لینے والے اور نہ ماننے والے سب برابر ہیں۔ کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر خدا ہے تو خوب یاد رکھو کہ انکار کرنے والے کی خیر نہیں۔

فطری دلیل

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم:31)

یعنی اے انسان! تو اپنی توجہ اعتدال کی حالت میں رکھ تا کہ تُو اس فطری حالت پر قائم رہ سکے جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اب ہر شخص اپنے اندر غور کرے کہ کیا اس کی فطرت ہستی باری تعالیٰ کے متعلق کوئی آواز پیدا کر رہی ہے یا نہیں؟ جب وہ اپنے دل سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا میرا وجود محض ایک اتفاق کا نتیجہ ہے یا کہ مجھے کسی بالا ہستی نے پیدا کیا ہے تو اُسے اِس سوال کے جواب میں (عقلی دلائل کو سوچے بغیر) کوئی فطری آواز سنائی دیتی ہے یا نہیں؟ قرآن شریف فرماتا ہے: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (سورہ الأعراف:173) یعنی اللہ تعالیٰ نے جب بنی نوع انسان کی نسل کو چلایا تو خود اُن سے اُن کے نفسوں پر شہادت لی اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں بیشک تُو ہمارا ربّ ہے۔ اور یہ خدا نے اس لئے کیا کہ تا قیامت کے دن تمہیں یہ عذر نہ رہے کہ ہمیں تو خدا کے متعلق کچھ پتہ ہی نہیں لگا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ بات انسانی فطرت میں رکھ دی کہ تیرا ایک خالق و مالک ہے جس سے تجھے غافل نہ رہنا چاہئے۔ چنانچہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک دہریہ بھی سخت اور اچانک مصیبت کے وقت میں رام رام یا اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلنا فطرت کی آواز کے سوا اور کسی چیز کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اُس کی فطرت کی آوازیں زیادہ وضاحت کے ساتھ اس کے کانوں میں سنائی دینے لگتی ہیں۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ جوانی میں عموماً ہزاروں قسم کی غفلتیں انسان کو گھیرے رکھتی ہیں اور دنیاوی کاروبار کی کثرت اور جذبات بھی جوش کی حالت میں ہونے کی وجہ سے عموماً حدِّ اعتدال سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ لیکن بڑھاپے میں یہ جوش و خروش ٹھنڈا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیاوی کاروبار سے بھی قدرے فرصت ملتی ہے تو فطرت کو پھر موقعہ مل جاتا ہے کہ اپنی آواز انسان کے کانوں تک پہنچا سکے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تبدیلی فطرت کی آواز کی وجہ سے نہیں بلکہ موت کے ڈر کی وجہ سے ہوتی ہے اور اس خوف کے نتیجہ میں وہ خدا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہمارے حق میں ہے۔ کیونکہ موت کا خوف بھی تو ایک فطری آواز ہے۔ ورنہ ایک دہریہ کیا اور موت کا خوف کیا؟ جو شخص اپنی زندگی کو محض اتفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے اس کی نظر میں موت سوائے اس کے اور کوئی حقیقت نہیں رکھ سکتی کہ وہ زندگی جو اتفاق کا نتیجہ تھی اب اتفاق کے نتیجہ میں ہی یا کسی اور وجہ سے اُس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو رہا ہے، اور بس۔ پس موت کا خوف بھی کسی اندرونی تغیّر کا نتیجہ ہے اور اسی کا نام ہم فطرت کی آواز رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اے لوگو! تمہیں اِدھر اُدھر جانے کی ضرورت نہیں، تمہارے تو اپنے نفسوں میں خُدائی آیات موجود ہیں۔ (ہمارا خُدا)

صحت جسمانی

گڑ کے چند فوائد

☆... گڑ نظام انہضام کو بہتر کرتا ہے۔ خوراک کو جلد ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے۔

☆... قبض کشا ہے۔

☆... جگر کی صفائی کرتا ہے اور ہمارے جگر سے فاضل مادوں کا اخراج کرتا ہے۔

☆... سانس کی بیماریوں کے لیے بہت مفید ہے۔ سانس کی نالیوں کی صفائی کرتا ہے۔ اگر سانس کی نالی میں ریشہ یا بلغم ہو تو اس کو نکالنے میں مدد گار ہے۔

☆... خواتین کی ماہواری کی درد کے لیے بھی مفید ہے۔

☆... گڑ جسم میں حرارت پیدا کرتا ہے اس لیے سردیوں میں اس کا استعمال صحت کے لیے مفید ہے۔ سردیوں میں ہونے والے نزلہ زکام کھانسی کے لیے بھی مدد گار ٹانک ہے۔

مٹر کھانے کے صحت پر اثرات

موسم سرما کے آتے ہی سبزیوں کی بہار آجاتی ہے، سبزیوں کی دُکان مختلف اور نت نئی سبزیوں سے سج جاتی ہے جن میں سے ایک پھلیوں میں شمار کی جانے والی سبزی مٹر ہے۔

گھر کے بڑے ہوں یا بچے ہر کوئی مٹر کے شوقین ہوتے ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ امور خانہ انجام دینے والے موسم سرما میں سال بھر کے لئے مٹر کا اسٹاک جمع کر لیتے ہیں۔

چھوٹے چھوٹے موتیوں کی مانند یہ دانے جتنے ذائقہ دار ہوتے ہیں اس کے اتنے ہی طبّی فوائد بھی ہیں، چند طبّی فوائد درج ذیل ہیں۔

مٹر میں آئرن، زنک اور کاپر موجود ہوتے ہیں، جو سرد موسم میں جسم کو ضروری غذائی اجزا فراہم کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مٹر میں کافی مقدار میں اینٹی آکسیڈنٹس پائے جاتے ہیں جو قوت مدافعت کو مضبوط بناتے ہیں۔

طبّی ماہرین کے مطابق مٹر کا استعمال آنکھوں کے لئے بھی مفید ہے، مٹر میں موجود لیوٹن اور زیکزانتھن بینائی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

یورپ اور امریکا میں حال ہی میں کی گئی تحقیق میں دعویٰ کیا گیا کہ مٹر الزائمر سے لڑنے میں مدد دیتا ہے۔

مٹر دل اور گردے کو صحت مند رکھنے کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر کو بھی کنٹرول کرتا ہے جبکہ ذیابطس کے مریضوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

مٹر میں پائے جانے والا سیلینیم جوڑوں کے درد اور سوجن کو کم کرتا ہے۔

مٹر میں وٹامن اے اور ای وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، یہ دونوں وٹامنز جلد کے لئے بہت فائدے مند تصور کئے جاتے ہیں۔ طبّی ماہرین کے مطابق اگر ہرے مٹر کو پیس کر چہرے پر لگایا جائے تو یہ قدرتی اسکرب کا کام کرتا ہے اور جلد کو نکھارنے میں مدد دیتا ہے۔

لیکن وہ افراد جو وزن کم کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اس کا استعمال ذرا احتیاط سے کریں، کیونکہ ان چھوٹے چھوٹے دانوں میں کیلوریز کی بھاری مقدار پائی جاتی ہے۔

خدمت خلق

مسجد / نماز سینٹر کی صفائی کریں

تعلیم

اجلاس ستمبر ۲۰۲۳ - ذِکرِ الٰہی

۔سورہ آل عمران آیات 191۔192۔193۔194۔195۔196 تلاوت کے لئے اور اس کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کی اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب **الوصیت** کے چند صفحات اجلاس میں پڑھ لیں۔

۔درج ذیل تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے لی گئی ہے۔

دانشمند وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو خُدا کو بیٹھے، کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش میں تفکّر اور تدبّر کرتے رہتے ہیں اور ان کے دِل اور زبان پر یہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خُداوند! تُونے اِن چیزوں میں سے کسی چیز کو عبث اور بیہودہ طور پر پیدا نہیں کیا بلکہ ہر ایک چیز تیری مخلوقات میں سے عجائبات قُدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے۔(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جِلد 1)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اہلِ عقل انسان زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ میں غور کرتے اور رات اور دِن کی کمی بیشی کے موجبات اور علل کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں انہیں اس نظام پر نظر ڈالنے سے خُدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے پس وہ زیادہ انکشاف کے لئے خُدا سے مدد چاہتے ہیں اور اس کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور کروٹ پر لیٹ کر یاد کرتے ہیں جس سے ان کی عقلیں بہت صاف ہو جاتی ہیں۔پس جب وہ ان عقلوں کے ذریعہ سے اجرام فلکی اور زمین کی بناوٹ میں فکر کرتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ایسا نظام ابلغ اور محکم ہر گز باطل اور بے سود نہیں بلکہ صانع حقیقی کا چہرہ دکھلا رہا ہے۔پس وہ الوہیت صانع عالم کا اقرار کر کے یہ مناجات کرتے ہیں یا الٰہی تُو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کر کے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے۔سو تُو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔۔۔جو شخص تیری سچی شناخت سے محروم رہا وہ درحقیقت اِس دنیا میں آگ میں ہے۔(اسلامی اُصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 434)

مومنوں کی تعریف میں خُدائے تعالیٰ فرماتا ہے يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا مومن وہ لوگ ہیں جو خُدائے تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں جو کچھ زمین و آسمان میں عجائب صنعتیں موجود ہیں ان میں فکر و غور کرتے رہتے ہیں اور جب لطائف صنعت الٰہی ان پر کھلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خُدایا تُونے ان صنعتوں کو بیکار پیدا نہیں کیا۔(سرمہ چشم، آریہ روحانی خزائن جِلد 2)

اس آیت میں کس قدر صاف حکم ہے کہ دانشمند اپنی دانشوں اور مغزوں سے بھی کام لیں اور جان لیں کہ اسلام کا خُدا ایسا گورکھ دھندا نہیں کہ اسے عقل پر پتھر مار کر بجبر منوایا جائے اور صحیفہ ءفطرت میں کوئی بھی ثبوت اس کے لئے نہ ہو بلکہ فطرت کے وسیع اوراق میں اس کے اس قدر نشانات ہیں جو صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ہے۔ایک ایک چیز اس کائنات میں اس نشان اور تختہ کی طرح ہے جو ہر سڑک یا گلی کے سر پر اس سڑک یا محلہ یا شہر کا نام معلوم کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔اس موجود ہستی کا پتہ ہی نہیں بلکہ مطمئن کرنے والا ثبوت دیتی ہیں۔اس خدائے اَحَدُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ . وَلَمْ يُوْلَدْ کی ہستی کو دکھاتی ہیں جو زندہ اور قائم خُدا ہے۔(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ عقل سلیم بھی وہی لوگ رکھتے ہیں جو اللہ جلّ شانہٗ کا ذِکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ

عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں! بلکہ سچی فراست اللہ کی طرف رجوع کیے بغیر حاصل ہی نہیں سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔۔۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو، فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لیے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔۔۔ جب تمہارے دِل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت قائم ہو جائے گی کہ: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تمہارے دِل سے نکلے گا۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897)

حدیث

ذِکرِ الٰہی اور دُعا کی اہمیت

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيْ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- عَنِ النبِيِّ -صَلَّى اللهُ عُلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ وَ رَوَاهُ مُسلِم فَقَالَ مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُذْكَرُ اللهُ فِيْهِ، وَالْبَيْتِ الَّذِيْ لَا يُذْكَرُ اللهُ فِيْهِ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ (بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذِکرِ الٰہی کرنے والے اور ذِکرِ الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے یعنی جو ذِکرِ الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ گھر جن میں خُدا تعالیٰ کا ذِکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خُدا تعالیٰ کا ذِکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْتَعُوْا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ قُلْنَا مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: مَجَالِسُ الذِّكْرِ قَالَ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا فِي ذِكْرِ اللهِ وَاذْكُرُوْهُ، مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللهِ تَعَالٰى عِنْدَهُ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا "اے لوگو! جنت کے باغوں میں چَرنے کی کوشش کرو۔" ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا "ذِکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں" آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

دُعائیں

قہرِ خُداوندی سے بچنے کی دُعا

عباد الرحمٰن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رحمان خُدا کے وہ بندے ہیں جو راتیں اپنے مولیٰ کے حضور سجود و قیام اور عبادات میں گزار دیتے ہیں اور غضبِ الٰہی سے بچنے کے لئے یہ دُعائیں کرتے ہیں۔ (الفرقان 65-66)

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (الفرقان:66)

اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔

صبح وشام کی دُعا

حضرت ابو عیاشؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح یا شام یہ کلمات پڑھے اُسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے برابر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ دس نیکیاں اس کے حق میں لکھی جاتی ہیں۔ دس بدیاں معاف ہوتی ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں اور وہ شیطان سے پناہ میں آجاتا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی حماد کہا کرتے تھے کہ ایک شخص نے خواب میں رسول کریم ﷺ کو دیکھا اور عرض کیا کہ اُبو عیاشؓ ہمیں یہ حدیث سُناتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابو عیاش سچ کہتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں؛

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ سب بادشاہت اُسی کو حاصل ہے اور اُسی کی سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادِر ہے۔

نظم

(دُرِّ ثمین)

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی — ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی — غیروں سے دِل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اِک دِل کا یار جانی — یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِی**

ہے پاک پاک قُدرت عظمت ہے اُس کی عظمت — لرزاں ہیں اہلِ قُربت کرّوبیوں پہ ہیبت
ہے عام اُس کی رحمت کیونکر ہو شُکرِ نعمت — ہم سب ہیں اُس کی صنعت اُس سے کرو محبّت
غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اُس کی غیرت — یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِی**

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اُس کی جُود و منّت — اُس سے ہے دِل کو بیعت دِل میں ہے اُس کی عظمت
بہتر ہے اُس کی طاعت، طاعت میں ہے سعادت — یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِی**

ہے دست قبلہ نُما لَا اِلٰهَ اِلَّا الله — ہے دردِ دل کی دوا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو — تو دِل سے نکلی صدا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
جو پھونکا جائے گا کانوں میں دِل کے مردوں کے — کرے گا حشر بپا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
قریب تھا کہ مَیں گر جاؤں بارِ عِصیاں سے — بنا ہے لیک عصا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
تِرا تو دِل ہے صنم خانہ پھر تجھے کیا نفع — اگر زباں سے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
ہزاروں ہوں گے حسیں لیک قابلِ اُلفت — وہی ہے میرا پیا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے — کرے گا ایک وفا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله
ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاجِ روحانی — مگر ہے روحِ شفا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله

(کلام محمود)

تربیت

استغفار میں مداومت اختیار کریں پھر اس تیسری شرط میں استغفار کے بارہ میں بھی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ - إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا - يُرْسِلِ السَّمَاءِ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔ (نوح: آیات ۱۱تا۱۳)

پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش طلب کرو یقیناوہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر لگاتار برسنے والا بادل بھیجے گا۔ اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر آیت 4) پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ۔ یقیناوہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس بارہ میں ایک حدیث ہے۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ اپنے والد ابو موسیٰؓ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کو دو امانتیں دینے کے بارہ میں وحی نازل کی جو یہ ہیں۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: آیت 34) یعنی اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک کے تو ان میں موجود ہو اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔ پس جب میں ان سے الگ ہوا تو میں نے ان میں قیامت تک کے لئے استغفار چھوڑا۔ (جامع ترمذی. کتاب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ الانفال)

صحت جسمانی

انسانی جسم میں ہیموگلوبن یا خون کی کمی (Anemia)

انسانی جسم میں خون کی کمی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں خون کے سرخ خلیے بننا کم ہو جاتے ہیں۔ خون کے سرخ خلیوں میں ایک خاص قسم کا مادہ ہیموگلوبن ہوتا ہے، جو جسم کے مختلف حصوں میں آکسیجن کی ترسیل کا کام کرتا ہے۔ یہ مادہ آئرن اور پروٹین سے مل کر بنتا ہے۔ خون میں ہیموگلوبن کی کمی ہی دراصل انیمیا یا خون کی کمی کہلاتی ہے۔ خون کے سرخ ذرات کی زندگی کا دورانیہ 120 دن ہوتا ہے۔

اگر کسی فرد میں یہ کمی پائی جائے تو اس کی صحت کو کئی طرح کے مسائل لاحق ہو جاتے ہیں۔ خواتین میں یہ مسئلہ مردوں کی نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں بلوغت کی عمر میں داخل 29 فی صد لڑکیاں، 33 فی صد غیر حاملہ شادی شدہ خواتین جبکہ 38 فی صد حاملہ خواتین خون کی کمی کا شکار ہیں۔ اگر ہم افریقا، جنوب مشرقی ایشیا اور بحرالکاہل کے مغربی خطوں کی بات کریں تو وہاں 90 فی صد خواتین خون کی کمی کا شکار ہیں، جس سے اس مسئلے کی سنگینی ظاہر ہوتی ہے۔

وجوہات۔ اس کی وجوہات میں درکار وٹامنز نہ ملنا، آئرن کی کمی، ہڈیوں کا گودا کم ہو جانا یا دیگر امراض شامل ہیں۔ مزید برآں تمباکو نوشی، وزن بڑھنے یا بڑھتی عمر کی وجہ سے بھی یہ مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ سرخ خلیے ختم ہو جانے سے بھی خون میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کے کمزور سرخ خلیات ذرا سے دباؤ سے ہی پھٹ جاتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مریض کے والدین میں سے کسی کو خون کی کمی رہی ہو یا کسی انفیکشن کے باعث جسم میں جراثیم داخل ہو گئے ہوں۔ اس کے

علاوہ جگر یا گردے کی بیماری میں جسم سے خارج ہونے والا زہریلا مواد بھی جسم میں خون کی کمی کا باعث بن سکتا ہے۔عام طور پر انیمیا کی مندرجہ ذیل علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

سانس لینے میں دشواری یا سر چکرانا ۔ ہیموگلوبن میں آئرن کی مقدار کی وجہ سے خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے، جس کا کام دوران خون جسم کو آکسیجن پہنچانا ہوتا ہے۔جب جسم کو مناسب مقدار میں آکسیجن نہیں ملتی تو نتیجے میں سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے جب کہ اکثر سر چکرانے لگتا ہے یا مریض ہلکا پن محسوس کرتا ہے۔

زرد رنگت۔ جسم میں اگر خون کے خلیات صحت منداور سرخ ہوں تو جِلد صحت مند نظر آتی ہے۔آئرن یا وٹامن بی 12 کے بغیر جِلد تک مناسب مقدار میں خون نہیں پہنچ پاتا، جس کے نتیجے میں اس کا رنگ زرد پڑنے لگتا ہے۔

سینے میں درد۔ جسم میں صحت مند سرخ خلیات کی کمی کی وجہ سے دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے تا کہ جسم کو خون کی فراہمی ممکن بنائی جاسکے،اس کے نتیجے میں دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تیز ہو جاتی ہے اور سینے میں درد ہونے لگتا ہے۔

سبزیوں کا استعمال۔ ایک تحقیق کے مطابق اگرچہ جسم کو آئرن کی مناسب مقدار سبزیوں سے مل جاتی ہے مگر یہ غذا وٹامن بی 12 کی فراہمی میں ناکام رہتی ہے، جس کے نتیجے میں جسم میں اس وٹامن کی کمی ہونے لگتی ہے جو کہ انیمیا کے مرض کی وجہ بن جاتی ہے۔

شدید تھکن۔ شکاگو یونیورسٹی کی ایک تحقیق کے مطابق انیمیا کی سب سے عام اور نمایاں علامت تھکن کا احساس ہے۔ تحقیق کے مطابق اس تھکن کی علامت کا اظہار لوگوں میں مختلف انداز میں ہوتا ہے، کچھ کو تھکن بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس کی وجہ بھی آئرن یا وٹامن بی 12 کی کمی ہے، جو سانس کی تنگی اور سر چکرانے کا باعث بنتی ہے۔

حاملہ ہونا یا کسی وجہ سے خون کا اخراج۔ حاملہ خواتین میں خون کی کمی کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے جسم میں بچے کی نشوونما کے لیے زیادہ خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے خواتین مناسب مقدار میں آئرن کو جسم کا حصہ بنا رہی ہوں، مگر مختلف وجوہات کی بناء پر خون کے اخراج کے باعث انیمیا کا شکار ہو چکی ہوں۔

سر درد کی شکایت۔ جسم میں آئرن کی کمی ہو تو وہ دیگر ٹشوز کے مقابلے میں دماغ کو متاثر کرنے کو زیادہ ترجیح دینے کی کوشش کرتا ہے، مگر ایسا ہونے پر بھی آکسیجن کی مقدار مناسب نہیں ہوتی، جس کے نتیجے میں دماغی شریانیں سوجن کا شکار ہو جاتی ہیں اور ہر وقت سر درد کی شکایت رہنے لگتی ہے۔

ہاتھ پیر ٹھنڈے رہنا۔ خون میں آکسیجن کے لیے خون کے سرخ خلیات کو آئرن کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی کمی سے دورانِ خون متاثر ہوتا ہے۔اس کے نتیجے میں جسم کو معمول سے زیادہ ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے، جس کی وجہ دورانِ خون میں آنے والی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ یہ احساس گرمیوں میں بھی ہو سکتا ہے اور اس وجہ سے متاثرہ فرد انیمیا کا بتدریج شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

احتیاط و علاج۔ خون کی کمی والے افراد کو فوری طور پر اپنا علاج شروع کر دینا چاہیے اور ساتھ ہی اپنے روز مرہ معمولات میں بھی تبدیلی لانا چاہیے۔

☆ماہر معالج سے رابطہ کریں

☆ورزش کو روزانہ کا معمول بنائیں

☆اپنی خوراک میں پھل، سبزیوں اور گوشت کا اضافہ کریں۔

خدمت خلق

''دراصل خداتعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خداتعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسن سلوک ہے۔خداتعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔پس جو شخص خداتعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215 تا216۔جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍جولائی 2008ء میں فرمایا: ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:''ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے''۔فرمایا: ''ایمان کی جڑ بھی نماز ہی ہے''۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ ا مَنُوْامِنْکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْض کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔تو ہر احمدی کو اس انعام سے فیض پانے کے لئے ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے اس جڑ کو پکڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کی جڑیں ہمیں اپنے دل میں اس طرح لگانی ہوں گی کہ جو چاہے گزر جائے لیکن اس جڑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔کسی بھی حالت میں اس جڑ کو نقصان نہ پہنچے۔کیونکہ اس کو نقصان پہنچنا یا نمازوں میں کمزوری دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں کمزوری پیدا ہو رہی ہے اور ایمان میں کمزوری جو پیدا ہوگئی تو خلافت سے تعلق بھی کمزور ہوگا۔''

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15؍اگست 2008ء)

{رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا} ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ دعا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔بلکہ یہ توجہ ہے مومنوں کو کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں بھی رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہو۔طالب علم ہو تو محنت سے پڑھائی کرو اور پھر دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء کے راستے بھی کھول دے گا۔علم میں اضافہ بھی کر دے گا اور پھر صرف یہ طالب علموں تک ہی بس نہیں ہے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی یہ دعا کرتے ہیں۔اور اس دعا کے ساتھ اس کوشش میں بھی لگے رہیں کہ علم میں اضافہ ہو اور اس کی طرف قدم بھی بڑھائیں۔تو یہ ہر طبقے کے سب عمروں کے لوگوں کے لئے یہی دعا ہے۔(فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 18جون 2004ء)

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ السلام

12 جنوری 1889ء کو حضرت مصلح موعودؓ پیدا ہوئے۔ اسی روز حضرت مسیح موعودؑ نے دس شرائط بیعت تجویز فرمائیں جو جماعت میں داخلہ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، بیعت کو ان عشرہ کاملہ سے اس لیے مقید کیا گیا ہے تا نیک طینت اور پاکباز لوگ ہی اس جماعت کا حصہ بنیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا بنیادی مقصد ایک پاک جماعت کا قیام تھا جو کہ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والی ہو

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعت ہَوَا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 189 تا 190)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صد سالہ جوبلی خلافتِ احمدیہ کی روحانی تیاری

Spiritual Preparation for Centenary of Khilafat Ahmadiyya

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء میں جماعت کو تحریک فرمائی ہے کہ ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کو خلافت احمدیہ کے پہلے سو سال مکمل ہونے پر منائے جانے والے جشن تشکر کی روحانی تیاری کے طور پر درج ذیل عبادات اور دعائیں کی جائیں۔

Hadhrat Khalifatul Masih V[aba] in his Friday sermon on May 27th, 2005 has exhorted the Jama`at to start praying and supplicating before Allah in anticipation of the completion of the 1st Century of Khilafat Ahmadiyya in 2008.

ماہانہ ۱ مرتبہ Once Monthly	▪ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھیں اور اس میں یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔ Observe one ***Optional Fast*** every month with prayers to Allah that He may keep Khilafat established in Jama`at Ahmadiyya.
روزانہ ۲ نفل Daily 2 Nafal	▪ دو نفل جماعت کی ترقی اور اسکے استحکام کے لئے روزانہ پڑھیں۔ Offer two Rak`at ***Nafal prayers*** daily and pray for stability and prosperity of the Jama`at.
روزانہ ۷ مرتبہ Daily 7 times	▪ روزانہ سات بار سورہ فاتحہ پڑھا کریں، سورہ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچتے رہیں۔ Recite - ***Surah Fatiha*** seven times daily and ponder on its meanings to be safe from all kinds of mischiefs.
روزانہ ۱۱ مرتبہ Daily 11 times	▪ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ۔ ۲۵۱) اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ *O our Lord ! Pour forth steadfastness upon us and make our steps firm, and help us against the disbelieving people. (2:251)*
روزانہ ۱۱ مرتبہ Daily 11 times	▪ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابوداؤد) اے اللہ! ہم تجھ کو ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب انکے سینوں میں بھر جائے) اور انکے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ *O Allah! We make You a shield against enemies and we take refuge in You from their evils. (Abu Dawood)*
روزانہ ۳۳ مرتبہ Daily 33 times	▪ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران۔ ۹) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ *O our Lord ! Let not our hearts become perverse after You have guided us; and bestow on us mercy from Yourself; surely, You alone are the Bestower. (3:9)*
روزانہ ۳۳ مرتبہ Daily 33 times	▪ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔ *I beg pardon from Allah my Lord, for all my sins and turn to Him.*
روزانہ ۳۳ مرتبہ Daily 33 times	▪ تسبیح و تحمید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ *Holy is Allah and worthy of all praise, Holy is Allah, the Great. O Allah, bestow Your blessings on Muhammad and on the people of Muhammad.*
روزانہ ۳۳ مرتبہ Daily 33 times	▪ درود شریف روزانہ کم از کم ۳۳ بار درود شریف پڑھیں۔ Recite - ***Darud Sharif*** at least 33 times daily.

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور۔ ۵۶)

Published by Centenary Khilafat Ahmadiyya Jubilee Committee - January 1, 2007